ریویو

منشی خادم حسین صاحب خادم سلسلہ کے ان چیدہ علماء میں سے ہیں۔ جو فرقہ شیعہ کے متعلق بہت بڑی واقفیت رکھتے ہیں۔ اور جنہیں خدائے تعالیٰ نے اس فرقہ کے عقاید کے قلع قمع کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ وہ کئی ایک قابل قدر ٹریکٹ شیعوں کے متعلق لکھ چکے ہیں۔ اب انہوں نے ایک اور رسالہ بنام "اسرار روایات کربلا" لکھکر شائع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے تقریباً ان تمام روایات پر جرح کی ہے۔ جو مرثیہ خوان مجالس تعزیہ داری میں سنایا کرتے ہیں۔ اور جن میں سے بعض تو خاص کر رقت اور گریہ کرانے میں زبان زد عوام اہل اسلام میں مشہور ہیں۔ رسالہ کی قدر اور خوبی اس وقت بہت ہی بڑھ جاتی ہے جبکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ قابل مصنّف نے ہر ایک روایت کو بے بنیاد اور غیر معتبر ثابت کرنیکے لیئے خود علمائے اعلام شیعہ و مجتہدان عظام امامیہ کی آرا اور فتاوٰی سے امداد لی ہے۔ اور اپنی رائے کو کہیں دخل نہیں دینے دیا۔ رسالہ جامعیت کے لحاظ سے بہت مفید اور قابل قدر ہے۔ ۳۲ صفحہ پر اچھی لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ احباب ا۱ر قیمت فی نسخہ کے حساب سے دفتر تشحیذ الاذہان سے منگوا کر خود فایدہ اٹھائیں اور شیعوں میں تقسیم کریں ؛

کلید اخبار بینی:۔ مرتبہ مسٹر ضیاء الدّین صاحب برنی بی۔ اے ایک مفید و جدید تالیف ہے جس میں قابل مؤلّف نے اخباری معلومات کا بہت سا ذخیرہ ردیف وار فراہم کر دیا ہے۔ انگریزی اور بعض دوسری زبانوں کے وہ الفاظ جو اخباروں میں عموماً استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ سیاسی اصطلاحیں۔ مشہور اشخاص۔ مقامات۔ واقعات اور بعض جنگوں وغیرہ کی توضیح اس طرح کی گئی ہے کہ اردو دان لوگ مطالعہ اخبارات میں اس سے بڑی مدد حاصل کر سکتے ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب اچھی تقطیع موزون۔ حجم ۱۶۰ صفحے قیمت ۱۰ ر افسوس بعض ممتاز تحریکوں اور انسٹی ٹیوشنوں کا ذکر اندراج سے رہگیا ہے۔ جو طبع ثانی میں ضرور اضافہ ہونا چاہیئے۔ ملنے کا پتہ

محمد احمد مینجر سلطانی ایجنسی۔ چھتہ لال میاں۔ دہلی۔

اطلاع:۔ خریداران ریویو کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد میں توقف ہو جائے تو معاف فرما دیں ؛

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ⁂ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

Digitized by Khilafat Library

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ | بابت ماہ جون سنہ ۱۹۱۵ء | نمبر ۶

مطابق شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۳ھ

قیمت سالانہ ۵

علاوہ [illegible]

فہرست مضامین

متعصب عیسائی اور اسلام ۲۱۷ - ۲۲۲

یکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصلحین ۲۲۲ - ۲۲۵

بائیبل پر تنقید ۲۲۵ - ۲۳۱

سلسلہ احمدیہ میں خلافت کی ایک دلیل ۲۳۱ - ۲۳۶

الہام ۲۳۶ - ۲۴۴

رپورٹ ۲۴۴

گوشوارے ۲۴۵ - ۲۴۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

متعصّب عیسائی اور اسلام

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خلافت ثانیہ ایدہا اللہ تعالیٰ کی برکات میں سے ایک برکت مدرسۃ المبلغین بھی ہے اسمیں تبلیغ سلسلہ اور اشاعت اسلام کے لیئے احمدی نوجوانوں کو احمدیہ علم کلام اور فن مناظرہ اور مسائل دین سے کماحقہ واقف کیا جاتا ہے میں چونکہ علاوہ اور مضمونوں کے بائیبل بھی پڑھاتا ہوں اسلیئے مناظرہ اور تنقید کی مزاولت کیلیئے بائیبل اور عقاید عیسویت پر مختلف مضمون طلباء ہی لکھوائی تھے اور مضمون چونکہ لیاقت سے لکھے گئے اسلیئے مختلف اخباروں رسالوں میں بھیجے گئے انمیں سے ذیل کا مضمون آپکے معزز رسالہ کیلیئے ارسال خدمت ہے امید ہے کہ آپ اسے درج فرماکر مشکوری کا موقعہ دیں گے۔

سید محمد اسحٰق - قادیان

ضد اور تعصّب ایک ایسا بُرا مرض ہے کہ حق کے قبول کرنے سے انسان کو بہت دُور پھینکدیتا ہے متعصّب آدمی کو اپنے مخالف کی بھلی بات بھی بُری اور ناگوار گذرتی ہے اور تعصّب کیوجہ سے ایسا محجوب ہو جاتا ہے کہ وہ نہیں دیکھتا کہ جو نقص مَیں اپنے مخالف میں نکالتا ہوں کہیں وہ مجھ میں بھی تو نہیں پایا جاتا اسکی اس غلطی کی وجہ سے اسکو ندامت اور شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے۔ اسوقت تمام مذاہب کا سلوک اسلام کے ساتھ اسی رنگ کا ہے یعنی محض متعصّبانہ رنگ میں انکی طرف سے اسلام پر ناجائز سے ناجائز حملے کیئے جاتے ہیں اور اسلام کی پاک تعلیم کو بُرے سانچے میں ڈھال کر پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور دھوکے میں رکھکر بہت سی پاک روحوں کو اسلام کی پاک تعلیم کے قبول کرنے سے روکا جاتا ہے۔ اسوقت چونکہ میرا روئے سخن صرف عیسائی صاحبان کی طرف ہے اسلیئے مَیں کہونگا کہ عیسائی صاحبان نے بھی محض تعصّب

کی بنا پر اسلام کے مقابلہ میں اس غلط راہ پر قدم مارا ہے اگر وہ اس سے الگ ہو کر حق کے قبول کرنیکے لئے تحقیق کی راہ پر قدم مارتے تو وہ اسلام کی ایک ایک بات سے فائدہ حاصل کر سکتے نمونہ کے طور پر میں ان کا ایک اعتراض جو وہ اسلام پر کرتے ہیں نقل کرتا ہوں اور بتاؤنگا کہ تعصّب نے انکو کیسی غلطی میں ڈال رکھا ہے سب سے پہلے آنکھیں بند کر کے اسلام پر انہوں نے یہ الزام لگایا کہ اسلام ظلم کی تعلیم دیتا ہے اپنے اندر روحانیت نہیں رکھتا اور نہ کسی کو روحانی بندہ بناتا ہے جو کچھ اسکو ترقی ہوئی تلوار کی بدولت ہوئی اسکے ذریعہ جبراً غیر قوموں کو اسلام میں داخل کیا گیا اور نہایت بیرحمی سے انکو اپنا غلام بنایا گیا اسکے جواب میں عرض ہے۔

اول توریت کی پاک اور نرم تعلیم کا ملاحظہ ہو خروج ۱۲/۳۵ ”اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا اور انہوں نے مصریوں سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن اور کپڑے عاریتہً لیئے اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزت بخشی کہ انہوں نے انکو عاریتہً دی اور انہوں نے مصریوں کو لوٹ لیا۔“ اب آپ غور فرماویں جس قوم کو ایسی خیانت کی تعلیم دیجاتی ہے انکی روحانیت کہانتک درست ہو سکتی ہی مصری انکو نیک سمجھکر انپر اتنا اعتبار کرتے ہیں کہ سونے چاندی کے برتن اور کپڑوں تک انکے حوالہ کرتے ہیں اور بنی اسرائیل کی طرف سے ایسا بُرا سلوک کیا جاتا ہے اور وہ بھی پڑوسیوں سے پھر انسے جنکے وہ نمک خوار تھے پس جس کتاب میں ایسی خیانت بھری تعلیم ہے اس کتاب کا بھیجنے والا اور ایسی کتاب کا لانیوالا کب ایسے ناپاک الزام سے بری ٹھہر سکتے ہیں دوسرا نمونہ توریت کی پاک تعلیم کا ملاحظہ ہو خروج ۲۲/۲۰ ”جو کوئی فقط خداوند کے سوا کسی معبود کے لیئے قربانی کرے وہ عذاب سے مار ڈالا جائے۔“ پس توریت کی رحم سے بھری ہوئی تعلیم کے مطابق جسقدر لوگ اس زمانہ میں ان بدعات میں مبتلا ہیں انکا قتل کرنا ضروری ہے پھر خروج ۲۳/۲۴ میں لکھا ہے۔ ”تو انکے معبودوں کو سجدہ مت کر نہ انکی عبادت کر نہ انکے سے کام کر بلکہ تو انہیں صاف ڈھادے اور انکے بتوں کو توڑ ڈال۔“ اب غور کرنیکا مقام ہے کیا اس تعلیم سے صاف یہ نہیں پایا جاتا کہ تمام بت پرست قوموں کو قتل کرنا اور انکی عبادت خانوں کو گرا کر مسمار کر دینا ضروری ہے کیا ایسی تعلیم کو نرم تعلیم اور ایسی سلوک کو

نرم سلوک کہا جا سکتا ہے۔

پھر خروج ۲۳/۳۱ میں لکھا ہے " کیونکہ زمین کے بسنے والوں کو تیرے حوالے کرونگا اور تو انہیں اپنے آگے سے نکالدیگا تو انسے اور انکے معبودوں سے عہد مت باندھیو وہ تیری زمین پر نہ رہیں گے تا نہ ہووے کہ وہ تجھے میرا گنہگار کریں"۔ کیا توریت کے ان حوالجات سے عیسائی صاحبان کا کوئی اعتراض اسلامی جہاد پر باقی رہ جاتا ہے جو انپر نہ پڑتا ہو؟ پس یہ انکی کیسی غلطی ہے کہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر انہوں نے نہیں دیکھا اور بلا سوچے سمجھے تعصّب کے جوش میں اسلام کو نشانہ اعتراض بنایا۔ پھر خروج ۲۰/۱۰ میں لکھا ہے " لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خداوند کا سبت ہے اس میں کچھ کام نہ کر نہ تو نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا غلام نہ تیری لونڈی"۔ جب یورپ کے نزدیک غلام بنانا نہایت قبیح اور بُرا فعل ہے اور رحم کے خلاف ہے تو موسیٰ اور بنی اسرائیل نے کیوں غلام اور لونڈیاں بنائیں۔ یہ سب ٹھوکریں عیسائی صاحبان کو تعصّب کی بدولت ہی لگتی ہیں اب مختصراً اسلامی تلوار کی حقیقت بیان کرتا ہوں قرآن کریم میں آیا ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم خدائے تعالیٰ فرماتا ہے تم کو تلوار چلانیکا حکم دیا جاتا ہے مگر صرف ان لوگوں پر جو تم پر تلوار اُٹھاتے ہیں اسی واسطے شریعت اسلام نے عورتوں بچوں اور بوڑھوں کا جنگ میں قتل کرنا نہایت تاکید سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس قسم کے لوگ بہت کم تلوار اُٹھانے کے قابل ہوتے ہیں برخلاف اسکے توریت کی تعلیم پر غور کیا جائے تو ایک معترض کہ سکتا ہے کہ اسمیں بیرحمی اور ظلم کی تعلیم ہے وہ یہ کہ جب تم دشمن کا مقابلہ کرو تو بچوں عورتوں اور جانوروں تک کو تباہ کردو۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔ اب اجازت دیگئی ہے ان لوگوں کو جو قتل کیئے جاتے ہیں اسلیئے کہ انپر سخت سے سخت ظلم کیئے گئے اور ناحق جلاوطن کیئے گئے محض مذہبی تعصّب کیوجہ سے کیونکہ وہ ربنا اللہ کہتے تھے خدائے تعالیٰ انکی ایسی مظلومانہ حالت میں انکی نصرت اور مدد کریگا۔ پھر یہ اجازت بھی خدائے تعالیٰ نے اسوقت تک دی ہے جبتک کہ دشمن باہتھیار ہو لیکن جسوقت وہ ہتھیار رکھدے تو پھر تم کو اجازت نہیں کہ انکو قتل کرو چنانچہ سورۂ محمدؐ میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ۔ وہ لوگ جو خود حق کو

قبول نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں (تاریخ جاننے والے اس بات سے بیخبر نہیں کہ وہ کس رنگ میں روکا کرتے تھے) خدائے تعالیٰ ایسے کافروں کے متعلق فرماتا ہے فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب۔

یعنی جب تمہارا ایسے کفار سے مقابلہ ہو تو کھلے دل سے انکی گردنیں اُڑاؤ اور گرفتار کرو اسکے بعد چاہے احسان کے طور پر انکو چھوڑ دو اور چاہے فدیہ لیکر چھوڑ دو مگر یہ سب کچھ اسوقت تک تم کو جائز ہے جبتک کہ جنگ کرنیوالے جنگ کریں اور جب حتی تضع الحرب اوزارھا کا موقعہ ہو یعنی جب وہ سامان حرب سے کام لینا چھوڑ دیں اور امان چاہیں تو پھر تمہارا کوئی حق نہیں کہ ان پر ہاتھ چلاؤ۔ فتح مکہ کا مشہور واقعہ دوست دشمن دونوں پر ظاہر اور روشن ہے باوجود بیس اکیس برس انکے ہاتھ سے قسم قسم کے مظالم اور دُکھ اُٹھانیکے جب رسول اللہ صلعم مکہ کو فتح کرتے ہیں تو محض رحم فرما کر لا تثریب علیکم الیوم کہکر سب کی جان بخشی کیجاتی ہے اور عقلاً بھی عیسائی صاحبان کا یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے ذریعے پھیلایا گیا بالکل غلط اور لغو ٹھہرتا ہے کیونکہ جس شخص کو جبر سے کسی مذہب کا پیرو بنایا جائے ظاہر ہے کہ وہ منافقانہ طور پر ظاہر سے مانیگا اور دل میں جبر کرنیوالوں کا جانی دشمن ہوگا یہ کبھی نہیں ہوگا کہ دل سے وہ اس مذہب کو بُرا جانتا ہو اور پھر جان مال اور عزت سب کچھ اس مذہب پر قربان کر دے اور اس مذہب کو اپنی بیوی بچوں سے بھی زیادہ عزیز رکھے منافق سے یہ قربانی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ پس رسول اللہ صلعم کے متبعین کی قربانی اور آپکے ذرا سے اشارہ پر نقد جان قربان کر دینا ظاہر کر رہا ہے کہ اسلام میں وہ جبر کے ساتھ داخل نہیں کیئے گئے بلکہ اسلامی تعلیم اور محمدی اخلاق نے انکو ایسا فریفتہ بنا لیا تھا کہ اللہ اور رسول کے مقابلہ میں دنیا و مافیہا کو وہ ہیچ سمجھتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا کہ لا تتمنوا لقاء العدو بھی اسلامی جہاد کی حقیقت ظاہر کرتا ہے یعنی دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنیکی تم خود خواہش مت کیا کرو۔ ہاں گلے میں ڈھول پڑا ہوا بجانا ہی پڑتا ہے اب عیسائی صاحبان اسلام کی اس تعلیم حقہ پر یوں پردہ ڈالکر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ قرآن کہتا ہے واقتلوھم حیث ثقفتموھم جہاں کافر ملیں انکو قتل کرو یہ صاف ظلم کی تعلیم ہے اور رحم کے بالکل برخلاف ہے حالانکہ عیسائی صاحبان اگر انصاف سے کام لیتے تو وہ سوچتے کہ واقتلوھم میں ھُم کی ضمیر کس طرف

جاتی ہے ظاہر ہے کہ اس کا مرجع الذین یقاتلونکم ہے (جو تم کو قتل کرتے ہیں) اگر ضمیر کا خیال نہیں رہا تھا تو اس آیت کے اگلے حصّے پر ہی نظر ڈال لیتے واخرجوھم من حیث اخرجوکم یعنی چونکہ انہوں نے تم پر ظلم کیئے اور وطن سے بے وطن کیا لہٰذا عین فطرت کے مطابق بدلہ لینے کی تمکو اجازت دیجاتی ہے اسی طرح اس سے اگلی آیۃ میں خدائے تعالیٰ انہی کفار کے متعلق فرماتا ہے وقاتلوھم حتّٰی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ یعنی انکا مقابلہ اسوقت تک کرو جبتک کہ اس فتنہ کو جو انکی طرف سے برپا ہے (یعنی جو شخص دل سے ایک سچّے مذہب کو اختیار کرنا چاہتا ہے اسپر سخت سے سخت ظلم کیئے جاتے ہیں) دور نہ کیا جاوے اور ایسا امن نہ ہو جاوے کہ جو شخص جس دین پر قایم ہو وہ اسکو الٰہی دین سمجھکر قائم ہو کسی کے ظلم اور دباؤ کی وجہ سے کوئی مذہب اختیار نہ کرے پس جب ایسا امن اور اصلاح ہو جائے تو پھر تلوار اُٹھانا تمھارے لیئے جائز نہیں دیکھو یہ تعلیم تو عین فطرت کے مطابق ہے کیونکہ فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ ظالم سے ظلم کا بدلہ لینا چاہتی ہے مگر پھر بھی اسلامی تعلیم یہ ہے کہ مدنظر تمھارے اصلاح ہی ہو اگر انکی اصلاح عفو سے ہوتی ہو تو چاہے انہوں نے کتنے ہی ظلم کیوں نہ کیئے ہوں تمکو درگذر کرنا چاہیئے جیسا کہ فرمایا ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفٰی واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظّٰلمین یعنی اگر اصلاح عفو اور درگذر سے ہوتی ہو تو پھر جو کوئی دشمن کو بدی کے بدلے میں سزا ہی دے تو وہ ظالم ہے اور خدا ظالموں کو پسند نہیں کرتا اس تعلیم کا عملی نمونہ فتح مکّہ کا مشہور واقعہ ہے جو کسی پر مخفی نہیں پس دھوکہ دینے کے لیئے اور عوام کو اسلام کی پاک تعلیم سے محروم رکھنے کے لیئے عیسائی صاحبان کو یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ اسلام اور اہل اسلام پر جھوٹا الزام لگاتے اب رہا غلامی کا اعتراض سو جاننا چاہیئے کہ غلاموں کے متعلق رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ یہ تمھارے بھائی ہیں جو تم کھاؤ انکو بھی کھلاؤ جو تم پہنو انکو بھی پہناؤ اگر کوئی مشقت کا کام ہو تو تم بھی ساتھ شامل ہو کر کراؤ۔

پھر شرعی کفارات میں کثرت کے ساتھ غلاموں کا آزاد کرنا بطور فدیہ مقرر کیا ہے اور کئی مشکلات کیوجہ سے اسلام نے غلام بنانا جائز رکھا ہے مثلاً جب جنگ میں قیدی

مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اگر انکو چھوڑ دیں تو خطرہ ہے کہ پھر دشمن کی طاقت بڑھ جائیگی اور ممکن ہے کہ یہی لوگ دوبارہ ہم کو دکھ دیں اور اگر پاس رکھیں اور کام نہ لیں تو اخراجات کی مشکل پیش آتی ہے پس جس طرح انسان آمدنی بڑھانے کے لیئے اپنے بھائیوں اور بیٹوں سے کام لیتا ہے اسی طرح انسے بھی کام لیکر اخراجات کی کمی کو پورا کر سکتا ہے اور آمدنی کو بڑھا سکتا ہے۔ اور لونڈیوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی بڑی تعریف کی ہے کہ جو اپنی لونڈی کو پڑھاوے اور خانہ داری کے کام کاج سکھلائے پھر اسکو آزاد کر کے اپنی نکاح میں لاوے پس ایسی پاک تعلیم کو اور ایسے عمدہ سلوک کو محض تعصب کی وجہ سے بُرے رنگ اور غلط پیرایہ میں عوام کے سامنے پیش کرنا عیسائی صاحبان کی کیسی صریح غلطی ہے سچ ہے تعصب انسان کو حق سے محروم رکھتا ہے ؎

حافظ جمال احمد متعلم مدرسۃ المبلغین قادیان

یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ

قرآن شریف میں آیا ہے کہ ملائکہ نے حضرت مریم کو ایک لڑکے کے پیدا ہونیکی بشارت دی لیکن چونکہ صرف پیدا ہونا موجب خوشی نہیں ہو سکتا کیونکہ بہت سے بچے پیدا ہوکر بچپن ہی میں مرجاتے ہیں اسلیئے تکمیل بشارت کیلیئے ملائکہ نے کہا یکلم الناس فی المھد یعنی تمہارا بچہ چھوٹی عمر میں فوت نہیں ہوگا بلکہ زندہ رہیگا اور میٹھی میٹھی باتیں کر کے سُننے والوں کا دل خوش کریگا لیکن اسپر بھی حضرت مریم کی تسلی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اس فقرہ میں صرف بچپن کا ذکر ہے انہیں شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید جوانی میں مرجاویگا اسلیئے اس شبہ کو بھی فرشتوں نے دُور کیا اور فرمایا وکھلاً یعنی تمہارا فرزند جوانمرگ نہیں بلکہ کم سے کم کہل کی عمر تک یعنی جب تک تم زندہ ہو ضرور زندہ رہیگا۔ لیکن باوجود عمر پانیکے پھر بھی ایک ماں کا دل غمگین ہو سکتا ہے جبکہ وہ دیکھے کہ اسکا بیٹا نالائق نکلا اسلیئے اس غم کو دُور کرنے کیلیئے ملائکہ نے فرمایا ومن الصّٰلحین یعنی اے مریم تیرا بیٹا نیک بخت اور سنوار والوں میں سے ہوگا ؎ یہ ہی اس آیت ؂

مطلب۔ لیکن بہت سے لوگ قرآن مجید کی ہر بات کو عجوبہ کے رنگ میں ڈھالنا چاہتے ہیں چنانچہ جو معنی اس آیت کے ہم نے اوپر بیان کیئے ہیں وہ ان کے پسند خاطر نہیں کیونکہ انمیں انکے نزدیک کوئی عجوبہ نہیں اس لیئے وہ یہ معنی کرتے ہیں کہ

(۱) مسیحؑ ایسی عمر میں لوگوں سے باتیں کرتا تھا جس عمر میں کوئی بچہ بات نہیں کر سکتا۔

(۲) مسیحؑ خرق عادت طور پر انیس سو ۱۹۰۰ سال تک کہل رہکر لوگوں سے باتیں کریگا۔ گو غیر احمدیوں کے یہ معنے نص صریح قرآن مجید کے خلاف ہیں کیونکہ وہ صریحاً مسیح ناصری کو وفات دے رہا ہی اور حدیث شریف اسکی عمر ایکسو بیس ۱۲۰ برس (جسمیں انسان کہل نہیں رہتا) بیان کرتی ہے اسلیئے یہ معنے تو کبھی بن ہی نہیں سکتے کہ مسیح آسمان پر غیر متبدل کہل کی عمر میں ہے لیکن تاہم غیر احمدیوں کے اس کہنے پر کہ بچپن میں بولنا اور کہل کی عمر تک زندہ رہنا کوئی عجیب بات نہیں میں نے غور کیا تو مجھے خیال آیا کہ اگر عجوبہ ہی تجویز کیا جاوے تو بھی کوئی حرج نہیں بلکہ واقعہ میں مسیحؑ کا لوگوں سے مہد اور کہل میں گفتگو کرنا ایک خرق عادت امر ہے اور وہ اس طرح پر کہ جب مسیحؑ کی پیدائش ہوئی تو ہیرودیس بادشاہ نے ایک منذر خواب دیکھی جس کی بنا پر اس نے بنی اسرائیل کے تمام نوزائیدہ بچوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا اور ہزاروں معصوم لڑکے ہلاک کر دیئے گئے مگر مسیح اس ہلاکت سے محض فوق عادت طور پر محفوظ رہا اور خداوند کا فرشتہ یوسف نجار پر ظاہر ہوا اور کہا کہ تو مریم اور اس کے بیٹے کو لیکر سرزمین مصر کی طرف بھاگ جا چنانچہ وہ اس خوفناک حکم کے اجراء کے زمانہ میں باوجود کڑے پہروں اور سخت نگرانیوں کے محض تائید ایزدی سے صحیح و سلامت بچہ اور اس کی والدہ کو لیکر مصر جا پہنچا اور ہیرودیس کی وفات تک وہاں رہا اور المسیح کا اس خطرناک موقعہ پر خرق عادت طور پر بحالیکہ مہد کی عمر میں باتیں کرنا ایک عجوبہ نہیں تو کیا ہے ایک جابر بادشاہ جو ملک کے سیاہ و سفید کا مالک ہے اس کے خوفناک منصوبوں اور خطرناک احکام کے باوجود صحیح و سلامت رہکر ماں کی گود میں باتیں کرکے اس کے ہم و غم کو دور کرنا کیا ایک عجوبہ اور خارق عادت امر نہیں؟

اب رہی دوسری بات وکہلاً یہ بھی ایک خارق عادت امر ہے حضرت مسیح اپنے ایک شاگرد کی شرارت سے یہودیوں کے قابو میں آتے ہیں تمام یہودی جان کے دشمن ہیں مرید اور ساتھی سب تتر بتر ہو جاتے ہیں عدالت سے یہودیوں کے منشاء کے مطابق صلیب کا فتویٰ ملتا ہے

صلیب بھی خود یہودی دیتے ہیں کوئی بچانیوالا نہیں حضرت مسیح کہل کی عمر میں صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں لیکن محض خرق عادت طور پر وہاں سے بچ جاتے ہیں اور صلیبی موت سے خدائے تعالیٰ انہیں محفوظ رکھتا ہے اور وہاں سے بچکر اپنے شاگردوں کے پاس آکر انسے باتیں کرتے ہیں تو بتاؤ کہ کہل کی عمر میں یہ باتیں کرنا ایک عجوبہ نہیں تو کیا ہے حفاظت کا کوئی ظاہری سامان نہیں لیکن محض تائید ایزدی ایسے اسباب پیدا کرتی ہے جن سے مسیح صلیب سے زندہ اتر کر خرق عادت طور پر کہل کی عمر میں شاگردوں سے باتیں کرتے ہیں مسیح کے صلیب پر سے زندہ اُتر آنے کے اسباب یہ ہیں۔

(۱) حاکمِ وقت کو مسیح کی بے گناہی کا یقین ہے یہ یقین کس نے پیدا کیا؟ محض خدا نے۔

(۲) حاکمِ وقت کی بیوی کو خواب میں خداوند کا فرشتہ مسیحؑ کے قتل سے ڈراتا ہے اور وہ جاگتے ہی اپنے خاوند کے پاس کچہری ہی میں ڈرانے کے لیئے آدمی بھیجتی ہے۔

(۳) صلیب پر لٹکنے کے تھوڑی دیر بعد محض حکم خداوندی سے ایک تاریک آندھی آتی ہے جس سے یہودیوں کو خوف پیدا ہوتا ہے کہ کہیں سورج غروب ہو کر سبت کی رات نہ شروع ہو جاوے جس میں صلیب پر لٹکا رہنے سے ہم ملعون نہ ہو جاویں اسلیئے وہ جلدی سے اُتار لیتے ہیں۔

(۴) مصلوب کے متعلق ان لوگوں کا قاعدہ تھا کہ صلیب سے اُسے اُتار کر اسکی پیٹھ کی ہڈیاں توڑ دیتے تھے مگر المسیح کو انہوں نے اُتار تو لیا لیکن اسکی ہڈیاں نہیں توڑیں حالانکہ اس کے دو ساتھیوں کی ہڈیاں اُسی وقت توڑی گئیں۔

(۵) پھر مسیحؑ کی نعش خود یہودی دفن نہیں کرتے بلکہ اسکی نیم مردہ نعش اسکے ایک شاگرد رشید کو ملتی ہے جو بڑی حفاظت سے اسے ایک ہوا دار فراخ کمرہ میں رکھتا ہے غرض اسی طرح محض تائید الٰہی سے مسیح کا کہل کی عمر میں خوفناک صلیبی موت سے بچکر شاگردوں کو ملنا اور انسے باتیں کرنا ایک عجوبہ اور خارق عادت امر ہے جو اسباب اسکی زندگی کے باعث ہوئے وہ بھی خرق عادت طور پر اللہ تعالیٰ کے منشاء سے پیدا ہوئے سو ہم غیر احمدیوں کی خدمت میں ملتمس ہیں کہ اس آیت میں مسیح کے مہد اور کہل میں گفتگو کرنیکو ایک عجوبہ سمجھنا غیر ضروری امر ہے صرف حضرت مریم کی تسلّی کے لیئے فرمایا کہ تمہارا بچہ بچپن میں بھی اور بڑی عمر میں بھی تمہاری خوشی اور رحمت کا

باعث ہوگا لیکن اگر عجوبہ ہی دیکھنا چاہتے ہو تو قرآن مجید کے خلاف اسے زندہ آسمان پر سمجھنے اور پھر کہل کی حالت میں اُتر کر لوگوں سے باتیں کرنے کے فضول اعتقاد کی ضرورت نہیں ایک اور طرح بھی معجزہ اور عجوبہ بن سکتا ہے اور وہ مسیح کا ہیرو دیس سے بچکر بچپن میں اور صلیب سے بچکر کہل کی عمر میں باتیں کرنا ہے اور یہ دونوں خارق عادت امر ہیں ؛

سید محمد اسحق

بائیبل پر تنقید

ذیل کا مضمون مدرسۃ المبلغین قادیان کے ایک طالب علم کا لکھا ہوا ہے میری رائے میں بائیبل پر نہایت عمدگی اور تہذیب سے تنقید کی ہے اللہ تعالیٰ مدرسۃ المبلغین کے سب طلباء کو توفیق دے کہ وہ علمی اور عملی حالت میں غیر معمولی ترقی کریں اور جس مقصد کو مدنظر رکھکر مدرسہ قایم کیا گیا اسکے پورا کرنیوالے ہوں ؛ آمین ؛ (ایڈیٹر)

قانونِ قدرت خدائے تعالیٰ کا فعل ہے اور الہامی کتابیں اس کا قول اس لیئے قانونِ قدرت اور کسی الہامی کتاب میں کبھی تناقض پیدا نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ جب ایک معمولی انسان کے لیئے بھی یہ بات قابل شرم ہے کہ اس کے قول و فعل میں اختلاف ہو تو اللہ تعالیٰ جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے اس کی شان کے لائق کب ہو سکتا ہے کہ اس کے قول اور فعل میں اختلاف ہو اور اگر کوئی کتاب جسے الہامی کہا جاتا ہے قانونِ قدرت کے خلاف ہو یا علوم صحیحہ کی مخالفت کرے یا واقعات تاریخیہ ثابتہ سے متناقض ہو تو وہ کتاب ہرگز الہامی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی بھی قانونِ قدرت یعنی فعل الٰہی اور علوم صحیحہ اور واقعات تاریخیہ ثابتہ کے خلاف نہیں ہو سکتا اور جب ہم اس معیار پر موجودہ بائیبل کو پرکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل موجودہ صورت میں ہرگز الہامی کتاب کہلانے کی مستحق نہیں اور نہ اللہ جل شانہٗ علیم و حکیم کا کلام اسے کہا جا سکتا ہے۔ نمونہ کے طور پر ہم کتاب پیدائش باب ۳ ورس ۱۴ تا ۲۰ کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف کراتے ہیں وہاں لکھا ہے :-

"اور خداوند نے سانپ سے کہا کہ اسواسطے کہ تو نے یہ کیا ہے تو سب مویشیوں اور میدان کے سب

جانوروں سے ملعون ہُوا تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا اور عمر بھر خاک کھائیگا - اور مَیں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا - وہ تیرے سر کو کچلے گی اور تو اُس کی ایڑی کو کاٹیگا - اور اس نے عورت سے کہا کہ مَیں تیرے حمل میں تیرے درد کو بہت بڑھاؤنگا اور درد سے تو لڑکے جنے گی اور اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہوگا اور وہ تجھ پر حکومت کریگا - اور آدم سے کہا اسواسطے کہ تو نے اپنی جورو کی بات سُنی اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت مَیں نے تجھ سے حکم کیا کہ اس سے مت کھانا زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتھ تُو اپنی عمر بھر اس سے کھائیگا - اور وہ تیرے لیئے کانٹے اور اونٹ کٹارے اُگاویگی اور تُو کھیت کی نبات کھائیگا - تُو اپنے مُنہ کے پسینے کی روٹی کھائیگا"

بائبل کی مندرجہ بالا عبارت میں بہت سی باتیں قابل جرح ہیں مگر ہم باری باری ایک ایک بات پر جرح کرتے ہیں :-

پہلا فقرہ ہے - اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا اس واسطے کہ تُو نے یہ کیا ہے تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ہُوا تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا اور عمر بھر خاک کھائیگا -

اِس ورس پر ہماری سات جرحیں ہیں :-

جرح اول - جاننا چاہیئے کہ لعنت ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے بُعد اور دُوری ہیں اور بُعد بھی ایسا جو نافرمانی کی وجہ سے ہو سو بتاؤ کہ سانپ کو پہلے کس زمانہ میں قرب الٰہی حاصل تھا کہ بعد میں وہ کسی جُرم کی وجہ سے دُور پھینکا گیا؟ اپنی الہامی کتاب سے اس کا جواب دو اور ساتھ ہی عقلی دلیل بھی ہو -

جرح دوم - مان لیا کہ سانپ ملعون ہُوا مگر اس ملعون ہونیکا نشان کیا ہے؟ اگر سانپ کا کاٹنا اسکی لعنت ہے تو پھر تو بچھو بھڑ شہد کی مکھی وغیرہ سب جانور ملعون ہونگے اور اگر مٹی کھانا لعنت کی نشانی ہے تو مٹی تو بہت سے حشرات الارض کھاتے ہیں وہ بھی ملعون ثابت ہونگے حالانکہ بائبل کے نزدیک صرف سانپ ہی ملعون ہے -

جرح سوئم - جس زمانہ میں سانپ ملعون ہُوا تھا اسکے ہمعصر کوئی اور سانپ بھی تھا یا نہیں

اگر اور کوئی نہیں تھا صرف ایک ہی سانپ تھا تو اس کا عقلی و نقلی ثبوت دو اور اگر اور بھی بہت سے تھے تو بتاؤ کہ اس ایک کے گناہ کی وجہ سے صرف وہی خود ہی ملعون ہوا تھا یا باقی بھی ملعون ہو گئے تھے اگر کہو کہ باقی بھی ملعون ہو گئے تھے تو یہ تو بڑی بے انصافی ہوگی اور عیسائیوں کا خدا عادل نہ رہیگا گناہ تو ایک نے کیا اور سزا سب کو مل گئی اور اگر کہو کہ سب ملعون نہیں ہوئے صرف ایک ہی ہوا تھا تو ہمارا سوال ہے کہ ان غیر ملعونوں کی اب نسل دنیا میں موجود ہے یا نہیں اگر موجود ہے تو انہیں اور ملعونوں میں ما بہ الامتیاز کیا ہے؟ اور اگر کہو کہ جو غیر ملعون تھے انکی نسل نہیں چلی تو عرض ہے کہ اول تو اس کا ثبوت اپنی الہامی کتاب سے دو اور پھر بتاؤ کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ ملعون سانپ کو جو سزا کا حقدار تھا اولاد بخشی گئی اور بے گناہ سانپ کو جو انعامات کا مستحق تھا اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا گیا۔

جرح چہارم ۔ سانپ کو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون کیا گیا۔ اس فقرہ سے دو باتیں نکلتی ہیں اول یہ کہ تمام مویشی اور جانور مقربان بارگاہ الٰہی ہیں صرف ایک سانپ ہی ملعون ہے دوسرے یہ کہ تمام مویشی اور جانور بھی کسیقدر ملعون تو ہیں مگر سانپ ان سے زیادہ ملعون ہے پس اگر تمام مویشی اور جانور مقرب الٰہی ہیں تو اس کا ثبوت ہونا چاہیئے اور اگر باقی جانور بھی ملعون ہیں تو بتاؤ کہ وہ کس گناہ کے سبب ملعون ہوئے۔

جرح پنجم ۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا۔ اس پر ہم عیسائی صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ سانپ پہلے ٹانگوں کے بل چلا کرتا تھا پھر کسی جرم کی سزا میں ٹانگیں گر گئیں اور پیٹ کے بل چلنے لگا یا پہلے بھی پیٹ کے بل ہی چلتا تھا اگر کہو کہ سزا کے طور پر ٹانگیں گریں پہلے ٹانگیں موجود تھیں تو اس کا الہامی کتاب سے ثبوت دو پھر یہ بتاؤ کہ ایک سانپ کی ٹانگیں گری تھیں یا سب کی جو اس وقت روئے زمین پر موجود تھے اگر کہو کہ ایک ہی کی ٹانگیں گری تھیں تو بتاؤ کہ دوسروں کی نسل کہاں ہے جنکی ٹانگیں موجود ہوں اور اگر سب کی گر گئی تھیں تو عیسائیوں کا خدا غیر عادل ٹھہرتا ہے کیونکہ اس نے بے گناہوں کی ٹانگیں گرا دیں۔ اور اگر جرم سے پہلے بھی پیٹ کے بل ہی چلتا تھا تو پھر الہامی فقرہ کہ تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا لغو ٹھہرتا ہے کیونکہ چلیگا کے معنے ہیں کہ آئندہ چلیگا حالانکہ وہ پہلے بھی پیٹ ہی کے بل چلتا تھا۔

جرح ششم - اور عمر بھر خاک کھائے گا بتاؤ کہ جرم سے پہلے سانپ کیا کھایا کرتا تھا اگر پہلے بھی خاک کھاتا تھا تو پھر یہ جرم کی پاداش نہ ہوئی - اور پھر یہ بھی اعتراض پڑتا ہے کہ مٹی کھانا جسے بائیبل سزا بیان کرتی ہے وہ جرم سے پہلے بھی بچارے سانپ کے حصہ میں آیا اور یہ صریح بے انصافی ہے -

جرح ہفتم - وہ سانپ جس نے جرم کیا تھا نر تھا یا مادہ اگر نر تھا تو پھر مادہ کا کیا قصور کہ اس کی بھی ٹانگیں گر گئیں اور پھر اس کی نسل بھی بغیر ٹانگوں کے پیدا ہوئی اور اگر مادہ مجرم تھی تو پھر نر بچارے کا کیا قصور کہ وہ بھی سزا میں شریک ہوا -

اس کے بعد دوسری ورس کو لو -

میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا وہ تیرے سر کو کچلے گی اور تو اس کی ایڑی کاٹیگا -

اس ورس پر ہماری چار جرحیں ہیں -

جرح اول - بتاؤ کہ دشمنی ڈالنے سے کیا مراد ہے اگر یہی کہ سانپ انسان کو کاٹے اور انسان سانپ کو مار ڈالے تو کیا یہ دشمنی سانپ کے جرم سے پہلے بھی تھی یا نہیں اگر کہو کہ نہیں تھی تو اس کا ثبوت دو اور اگر پہلے بھی تھی تو پھر یہ جرم کی سزا نہ ہوئی -

جرح دوم - اگر سانپ اور انسان میں دشمنی کا ہونا اس لیئے ہے کہ سانپ نے جرم کیا تھا تو پھر بچھو اور انسان میں جو دشمنی ہے یعنی وہ اسے کاٹتا ہے اور یہ اُسے ہلاک کرتا ہے بچھو کی کس شرارت کی وجہ سے ہے -

جرح سوم - انسان سانپ کو اس لیئے مارتا ہے کہ وہ آدم کے بہشت میں سے نکلنے کا سبب ہوا تو بتاؤ کہ اور جانور مثلاً نیولا اور مارخور بکرا کیوں سانپ کو ہلاک کرتے ہیں کیا نیولے اور مارخور بکرے کے آباؤ اجداد کو بھی سانپ نے بہشت سے نکلوایا تھا -

جرح چہارم - اگر سانپ اسلیئے انسان کو کاٹتا ہے کہ وہ انسان کے سبب خدا کی لعنت کا مستحق ہوا بتاؤ کہ وہ اور جانوروں کو کیوں کاٹتا ہے کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ سانپ گائے بیل کو کاٹکر انہیں بھی ہلاک کر دیتا ہے کیا گائے بیل وغیرہ کے سبب سے بھی سانپ ملعون ہوا تھا -

پھر تیسرا فقرہ یہ ہے تو درد سے لڑکے جنے گی۔

اسپر ہماری تین جرحیں ہیں۔

جرح اول ۔ حوّا سے پہلے عورتوں کو درد زہ ہُوا کرتا تھا یا نہیں اگر ہُوا کرتا تھا تو یہ حوّا اور اس کی نسل کے لیئے سزا نہ ہوئی اور اگر کہو کہ پہلے نہیں ہوتا تھا تو پھر اس کا عقلی و نقلی ثبوت دو اور اگر کہو کہ بائیبل کے نزدیک حوّا سے پہلے کوئی مخلوق ہی نہ تھی تو ہم کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت بائیبل نے کیا دیا ہے اور کیا تمہاری سائینس اور علم طبقات الارض وغیرہ یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ آج سے چھ ہزار برس پہلے دنیا نہ تھی؟ ہرگز نہیں بلکہ زمانہ حال کے خود تمہارے عیسائی سائینس دانوں کی یہ تحقیقات ہے کہ اس زمین پر لاکھوں برس سے مخلوق آباد ہے۔

جرح دوم ۔ گناہ تو حوّا نے کیا اور درد زہ میں بعد کی عورتیں بھی گرفتار ہو گئیں کیا یہ عدل خداوندی کے خلاف نہیں؟

جرح سوم ۔ اگر درد زہ عورت ذات کے لیئے بطور سزا ہے تو پھر بہت سی عورتیں درد زہ میں مبتلا ہی نہیں ہوتیں مثلاً وہ عورتیں جو بیاہی نہیں جاتیں یا جو بانجھ ہوتی ہیں تو اگر درد زہ عورت کے لیئے سزا تھی تو پھر سب کو سزا چاہیئے تھی کیا وجہ ہے کہ بعض کو سزا دیجاوے اور بعض کو نہ دیجاوے۔

چوتھا فقرہ قابل اعتراض یہ ہے ۔ تیرا شوق خصم کی طرف ہوگا

اس پر ہم چار جرحیں کر سکتے ہیں۔

جرح اوّل ۔ عورت کا خصم کی طرف شوق ہونا قاعدہ کلیہ نہیں کیونکہ مشاہدہ اسکو غلط قرار دیتا ہے بہت سی عورتیں دنیا میں ایسی ہیں جو شوق چھوڑ خود اپنے خاوند کی قاتلہ ثابت ہوئی ہیں اور پھر ایسی بھی ہیں جنہیں اپنے خاوند کا کوئی شوق نہیں بلکہ آپسمیں ہمیشہ اَن بن رہتی ہے۔

جرح دوم ۔ اور اگر کہو کہ شوق کرنا قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ بعض میں پایا جاتا ہے اور بعض میں نہیں تو پھر ہمارا سوال ہے کہ بائیبل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شوق بطور سزا ہے تو پھر کیا وجہ کہ بعض کو سزا دی جاوے اور بعض کو نہ دیجاوے۔

جرح سوم ۔ بائیبل نے خاوند کی طرف عورت کے شوق کرنے کو عورت کیلیئے بطور سزا بیان کیا ہے حالانکہ عورت اور مرد میں محبت ہونا تو دونوں کے لیئے عین راحت ہے نہ کہ سزا۔ دیکھو جہاں میاں

اپنی بیوی کا مشتاق نہیں اور عورت اپنے میاں کی شائق نہیں وہاں دونوں خوش ہونگے یا تکلیف میں؟ ہر شخص کہدے گا کہ ایسے میاں بیوی یقیناً دکھ میں ہونگے تو ثابت ہوا کہ عورت کا خاوند کی طرف شوق کرنا اس کے لیئے عین راحت ہے نہ کہ دکھ۔ مگر بائیبل بیان کرتی ہے کہ عورت کا خاوند کی طرف شوق کرنا بطور سزا ہے۔

جرح چہارم۔ جرم کرنے اور بہشت میں سے نکالے جانے کے پہلے حوّا کو آدم کی طرف شوق تھا یا نہیں اگر تھا تو پھر یہ جرم کا نتیجہ نہ ہوا کیونکہ پہلے بھی تھا اور اگر کہو کہ جرم سے پہلے نہ تھا تو اس کا ثبوت دو اور پھر یہ بھی بتاؤ کہ جب آپس میں محبت اور شوق نہ تھا تو وہ اکٹھے زندگی کس طرح بسر کرتے ہوں گے۔ اور انہیں اکٹھے رہنے میں کیا راحت حاصل ہوتی ہوگی۔

پھر پانچواں قابل جرح فقرہ یہ ہے۔ اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائے گا تو اپنے مُنہ کے پسینہ کی روٹی کھائیگا۔

Digitized by Khilafat Library

اسپر ہم تین جرحیں کرتے ہیں۔

جرح اول۔ آدم سے پہلے جو مخلوق دنیا میں آباد تھی وہ محنت سے روٹی کھاتی تھی یا بے محنت اگر کہو کہ وہ محنت کرتی تھی تو معلوم ہوا کہ محنت کرنا بطور سزا نہیں اور اگر کہو کہ پہلی مخلوق بغیر محنت کھاتی تھی۔ تو اسکا عقلی و نقلی ثبوت دو۔

جرح دوم۔ بائیبل کہتی ہے کہ آدم کی نسل کو آدم کے جُرم کی سزا یہ دی گئی کہ وہ مُنہ کے پسینہ سے روٹی کھاویں اسپر ہم معترض ہیں کہ یہ عدل کے خلاف ہے کہ گناہ تو آدم نے کیا اور سزا میں اسکی تمام نسل پکڑی گئی۔

جرح سوم۔ بائیبل کا یہ کہنا کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے اسکی تمام نسل مُنہ کے پسینہ سے اور تکلیف سے روٹی کھاویگی واقعات کے خلاف ہے کیونکہ آدم کی نسل میں سے بہت سے لوگ بے مشقت کھاتے ہیں اور ان کو تو جانے دو۔ بنی اسرائیل کو لو دیکھو جب وہ مصر سے نکلے اور شام میں آئے تو مدتوں منّ و سلویٰ کھاتے رہے جو انہیں بلا مشقت ملتا رہا کیونکہ من کہتے ہیں بلا مشقت رزق کو۔

ناظرین ہم نے نمونہ کے طور پر صرف بائیبل کی ابتدائی چند آیات پیش کر کے انپر جرح کی ہے

والا قریباً تمام بائیبل اسی قسم کی جرحوں اور تنقیدوں کا نشانہ ہے۔ ہماری مندرجہ بالا تنقید سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ موجودہ بائیبل کہاں تک الہامی کلام کہلانے کے قابل ہے ایسی بے سروپا کتاب اور پھر لاکھوں روپیہ خرچ کر کے کروڑوں کی تعداد میں اس کی اشاعت کیجاتی ہے اور خواہش کی جاتی ہے کہ لوگ قرآن مجید جیسی اصفیٰ اور اکمل کتاب کو چھوڑ کر اسے قبول کریں۔ ان ھذا لشئی عجیب (نظام الدین احمدی متعلم مدرسۃ المبلغین قادیان)

سلسلہ احمدیہ میں خلافت کی ایک دلیل

جب دو بے اصول شخص کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہیں تو ہمیشہ بحث کا دائرہ بڑا وسیع ہوتا ہے اور گفتگو کا کوئی مبدأ و منتہیٰ نہیں ہوتا اسی لیئے ایسے مباحثات کبھی نتیجہ خیز یا فائدہ بخش نہیں ہوتے اس لیئے مباحثہ شروع ہونے سے قبل دونوں فریقوں کے مسلمات معلوم ہو جانے چاہئیں اس سے بحث کا دائرہ تنگ ہو جائیگا اور مباحثہ جلدی سے اختتام پذیر ہو کر لوگ نتیجہ سے واقف ہو کر حق اور باطل میں تمیز کریں گے۔ مثلاً ایک آریہ اور ایک مسلمان جنہیں کسی امر میں اختلاف ہو بحث کرنا چاہیں اور اپنے مسلمات سے قطع نظر کریں تو بحث کبھی ختم ہی نہیں ہوگی اور نتیجہ کچھ بھی نہ نکلیگا لیکن برخلاف اسکے اگر بحث سے پہلے کہدیں کہ آریہ وید کا ذمہ وار اور مسلمان قرآن مجید پر انحصار رکھے تو بحث کا دائرہ تنگ ہو کر مباحثہ ایک نتیجہ خیز صورت اختیار کریگا۔ اور جب وہ مسلمان وید سے شرتی نکالکر دکھلا دے گا تو بحث ختم ہو جائیگی اور آریہ پر حجت پوری ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان مسیح کی حیات کا قائل اور وفات کا منکر ہو تو ہم بجائے عقلی اور فلسفی دلائل دینے کے اور منطقی اشکال مرتب کرنے کے اس سے پوچھیں گے کہ اپنے مسلمات بتا وہ کہیگا کہ قرآن کو مانتا ہوں جب وہ یہ جواب دیگا تو اب لمبی گفتگو کی ضرورت نہیں معاملہ آسان ہو گیا ہم اسے کہیں گے کہ سن قرآن مجید جسکو تو حجت مانتا ہے اس میں لکھا ہے وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ اس قول میں مسیح ناصری صریح اقرار کرتے ہیں کہ میں زندہ آسمان پر نہیں گیا۔ بلکہ دنیا ہی میں وفات پائی ہے۔ اسطرح پر

ہم اس مسلمان پر حجت پوری کریں گے۔

اب اس تمہید کے بعد مَیں یہ کہتا ہوں کہ ہم مسئلہ خلافت کے قائل ہیں اور غیر مبایعین مخالف ہم میں اور انہیں بحث ہے اگر ہمیں انکے مسلمات اور انہیں ہمارے مسلمات معلوم نہ ہوں تو بحث بے فائدہ اور بے نتیجہ ہے کیونکہ ہم ایک معیار بناکر اس پر مسئلہ خلافت کو پرکھکر خلفاء کے سلسلے کو ثابت کرتے ہیں تو وہ کہدیتے کہ یہ معیار ہی غلط ہے یہ طریقہ ہی درست نہیں اسلیئے ضروری ہے کہ ہمیں انکے مسلمات معلوم ہوں اگر انکے مسلمات معلوم ہونیکے بعد ہم انہیں کے مسلمات سے مسئلہ خلافت ثابت کردیں تو پھر انہیں چون و چرا کی گنجائش نہیں رہے گی اسلیئے پہلے ہم غیر مبایعین کے مسلمات معلوم کرتے ہیں سو جاننا چاہیئے کہ انکے لیڈر مولوی محمد علیصاحب ہیں باقی سب انسے متفق ہیں اس لیئے ہم ناظرین کو مولوی محمد علیصاحب کے اس اعلان کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو انہوں نے خلیفۃ المسیح اولؓ کے آخری ایام میں چھپواکر رکھ چھوڑا تھا اور آپ کی وفات کی تار جانے پر اطراف ہند تک پھیلایا گیا تھا اس اعلان میں مولوی محمد علیصاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے متعلق اپنا مذہب اور اپنا اعتقاد تحریر کیا ہے جسے مَیں ناظرین کے ملاحظہ کے لیئے درج ذیل کرتا ہوں۔

آپ ایک نہایت ضروری اعلان کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں:۔ خلیفۃ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں کی اور اس لیئے حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے جملہ احکام کو خواہ وہ مسائل کے بارے میں ہوں یا کسی اور بارے میں ان سب لوگوں کے لیئے ماننا ضروری قرار دیا گیا جنہوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔

دیکھیئے اسجگہ مولوی محمد علیصاحب اپنا یہ مسلّم عقیدہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے چونکہ خلیفۃ المسیح اول کی بیعت کی تھی اس لیئے ہم خلیفۃ المسیحؑ کی ہر بات مانتے ہیں خواہ وہ کوئی بات بھی بیان کریں خواہ کوئی مسئلہ ہی وہ پیش کریں انکی سب باتیں ہم درست اور حق تسلیم کرتے ہیں۔

پھر صفحہ ۱۱ کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ کہ یہ بیعت اللہ تعالیٰ کیساتھ روحانی تعلق بڑھانے کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیحؑ جیسے پاک وجود کی دعاؤں سے فائدہ اُٹھانے کے لیئے اور آپکے علم و فضل کے آگے سر نیچا کرنے کے لیئے تھی

اور اس لیئے ضروری تھا کہ مرید اپنے آپ کو مرشد کے سامنے ایک بیجان کیطرح ڈالدے اور اپنی جملہ خواہشات کو اسکے سپرد کردے نہ یہ کہ مرشد کہتا ہے کہ فلاں بات درست ہے تو مرید کہتا ہے کہ مرشد نے سمجھا ہی نہیں میں اس سے بہتر سمجھتا ہوں - یہ بیعت کر لینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی گستاخی ہے اور بیعت کے مفہوم کے ساتھ ہنسی ہے -

دیکھیئے اس عبارت میں مولوی محمدؐ علیصاحب فرماتے ہیں :-

۱ - ہم نے خلیفۃ المسیحؑ اوّل کے علم و فضل کے آگے اپنا سر نیچا کر دیا - ۲ - ہم خلیفۃ المسیحؑ اوّل کے سامنے ایک بیجان کی طرح پڑ گئے ہیں - ۳ - خلیفۃ المسیحؑ کے سپرد اپنی تمام خواہشات کردی ہیں - ۴ - اگر کوئی شخص کہے کہ خلیفۃ المسیحؑ اول نے یہ بات نہیں سمجھی تو وہ جھوٹا ہے اور آپ کی بیعت سے ہنسی کرتا ہے اور خلیفۃ المسیحؑ کی گستاخی کرتا ہے -

پھر ایک جگہ تحریر کرتے ہیں :-

اس بیعت میں داخل ہوکر بھی انسان اپنے مرشد کے احکام کا اسی طرح مطیع ہو جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا مفہوم ہے مگر اس بیعت کو خلافت راشدہ سے کوئی تعلق نہیں اور اسی کے ماتحت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں بیعت کی

دیکھیئے اسجگہ مولوی محمدؐ علیصاحب اقرار کرتے ہیں کہ خلیفۃ المسیحؑ اوّل کی اطاعت ہم اسطرح کرتے ہیں جسطرح آنحضرت صلعم یا مسیح موعودؑ کی -

اب ان تمام حوالوں کو پڑھکر ہمیں لاہوری پارٹی کے مسلمات معلوم ہو گئے کہ ان کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیحؑ اوّل کی ہر بات درست ہر مسئلہ درست ہر خیال درست ہر اعتقاد درست انکی کسی بات سے اختلاف جائز نہیں جو وہ فرمادیں وہی حق اور صحیح ہے یہ سمجھنا کہ خلیفۃ المسیحؑ نے یہ بات سمجھی نہیں ہرگز جائز نہیں بلکہ آپ کی بیعت سے گستاخی ہے اور یہ کہ ہم خلیفۃ المسیحؑ کے آگے بیجان کی طرح ہیں -

اب ہمارے لیئے بحث کا دائرہ محدود ہو گیا اور مباحثہ آسان ہو گیا کیونکہ انہوں نے اس بحث میں خلیفۃ المسیحؑ اوّل کے وجود کو بطور ثالث کے تسلیم کر لیا اور اگر ہم خلیفۃ المسیحؑ اول کے اقوال سے کوئی بات انہیں دکھلادیں تو وہ ضرور درست ہوگی اور انہیں ماننے میں کوئی

چون وچرا نہیں ہوگی۔ اس لیئے ہمیں بجائے عقلی بحثوں میں پڑنے کے اور قیاسی دلائل دینے کے ایک نہایت آسان راہ میسّر آگئی اور وہ یہ کہ ہم اس مسئلہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے اقوال اور تقریریں اور تحریریں دیکھیں اگر ان سے مسئلہ خلافت ثابت ہو تو بس بحث ختم اور لاہوری احباب پر حجت پوری ہوگئی اور ہماری فتح۔ سو ہم ذیل میں ناظرین کے ملاحظہ کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے اقوال درج کرتے ہیں۔

پہلا اختلاف ہمارا اور لاہوری پارٹی کا یہ ہے کہ ہم حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کو بحیثیت مرزا صاحب کے خلیفہ کے مانتے ہیں اور اس لیئے انکی بیعت میں داخل ہوئے تھے لیکن وہ کہتے ہیں مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ نہ تھے بلکہ ہم نے انکی بیعت محض انکے صوفی ہونیکی وجہ سے کی تھی چنانچہ اپنے اعلان میں مولوی محمد علیصاحب میں فرماتے ہیں:۔

ایک اور سلسلہ بیعت کا صوفیا میں مروج ہے جسے بیعت توبہ کہتے ہیں ..... مگر اس بیعت کو خلافت راشدہ سے کوئی تعلق نہیں اور اس کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں کی۔

اب اس بات کے فیصلہ کے لیئے کہ ہم دونوں میں کون سچا ہے خود حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کو ثالث بناتے ہیں کیونکہ جو کچھ وہ فرمائیں گے یقیناً درست ہوگا اور بقول مولوی محمد علیصاحب جو شخص یہ کہے کہ یہ بات درست نہیں وہ جھوٹا ہے اور خلیفۃ المسیحؑ کی بیعت کے ساتھ ہنسی کرتا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل لاہور میں جب شیخ رحمت اللہ صاحب کے مکان کی بنیادی اینٹ رکھنے کے لیئے تشریف لے گئے تھے تو آپ نے احمدیہ بلڈنگز کی مسجد میں ایک زبردست لیکچر دیا تھا اسمیں آپ اپنے خلیفہ ہونے (نہ بحیثیت صوفی ہونے کے) کے متعلق فرماتے ہیں:

۱۔ مَیں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ مجھے خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔

ناظرین دیکھیئے لاہوری پارٹی پر ڈگری ہوگئی خود حضرت خلیفۃ المسیح قسم کھاکر کہتے ہیں کہ مَیں خلیفہ ہوں۔ پھر فرماتے ہیں:۔

۲۔ سو اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔

بھلا اگر مولویصاحب کی بیعت تم لوگوں نے بحیثیت ایک صوفی کے کی تھی نہ کہ بیعت خلافت

تو وہ خلافت کی رِدا کونسی تھی جو حضرت مولوی صاحب سے کوئی چھین نہیں سکتا تھا۔

پھر فرماتے ہیں:۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالحہ سے چاہا مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا۔

پھر فرماتے ہیں:۔

۴۔ ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو مجھ پر نہیں خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔

پھر فرماتے ہیں:۔

۵۔ جس طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔

دیکھئے اس حوالہ سے لاہوری پارٹی کو بالکل شکست ہوتی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مولویصاحب کی بیعت کو خلافت راشدہ سے کوئی تعلق نہیں مگر خلیفۃ المسیح اول اسجگہ فرماتے ہیں کہ میری خلافت ویسی ہی خلافت ہے جیسی ابو بکرؓ و عمرؓ کی تھی یعنی خلافت راشدہ۔

آگے چلیئے۔ دوسرا اختلاف ہم میں اور لاہوری پارٹی میں یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسیحؓ کی بیعت تو ہم نے بطور آپکے ایک صوفی ہونے کے کی تھی لیکن انکے بعد کوئی اور شخص اس جماعت میں خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب کی خصوصیت نہیں بلکہ اس سلسلہ کی ترقی اسی میں ہے کہ آپکے بعد بھی کوئی نہ کوئی شخص خلیفہ ہو۔ سو اس اختلاف کو دُور کرنے کے لیئے بھی حضرت مولوی صاحب ہی ثالث ہیں۔ سو جاننا چاہیئے کہ وہ لاہور والی تقریر میں فرماتے ہیں:۔

خلافت کیسری کی دُکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے

نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اسکو آپ کھڑا کر دیگا۔

دیکھیئے اس مسئلہ میں بھی لاہوریوں ہی پر ڈگری ہوئی کس طرح صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ میری وفات کے بعد بھی خدا خلیفہ مقرر فرمائے گا۔ پھر آگے چلکر فرماتے ہیں:۔

پس جبتک خلیفہ نہیں ہوتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا ان پر رائے زنی نہ کرو۔

دیکھیئے اس عبارت میں حضرت خلیفہ اوّل نے کیسے صریح لفظوں میں اپنے جانشین کے لیئے خلیفہ کا لفظ استعمال کیا ہے اور بطور پیشگوئی فرمایا کہ میرے بعد بھی خلیفہ ہوگا خلافت صرف میری خصوصیت نہیں۔ اب خلافت کا مسئلہ صاف ہو گیا مولوی محمد علیصاحب اور ان کے ساتھی حضرت مولوی نورالدین صاحب کو ثالث مانتے ہیں اور حضرت مولویصاحب مرحوم کا ساختہ پرداختہ انہیں منظور ہے اور ہم نے حضرت مولوی صاحب کے اقوال سے ثابت کر دیا کہ حضرت مولویصاحب کے اعتقاد میں آپکی بیعت اور امامت بحیثیت خلیفہ تھی نہ بطور صوفی اور یہ کہ حضرت مولویصاحب کے بعد بھی سلسلہ احمدیہ میں خلافت کا سلسلہ ہے۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود تھا ؛

سید محمد اسحٰق قادیان

الملک

(ترجمہ مضمون چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے)

گذشتہ اور موجودہ انسانی نسل بہت سے ایسے معلموں سے بہرہ مند ہو چکی ہے۔ جو کہ علم الٰہی اور ایسی نیکی اور بھلائی کے سکھانیوالے تھے۔ جو طاقتِ بشری سے باہر تھی ایسے معلموں کو عام محاورہ میں نبی یا رسول کہتے ہیں ان دونوں ناموں سے یعنی نبی یا خدا کے رسول سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو کچھ وہ سکھاتے ہیں یا کہتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے اور اس سے زیادہ وہ کچھ بھی نہیں کہ وہ ان پیغاموں کو ہم تک پہنچانیوالے ہیں۔ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور نہ انکی طرف سے۔ بہت زیادہ اگر کہا جائے۔ تو خالق اور اس کے مخلوق کے درمیان علم الٰہی اور انسانی ناقص علم کے درمیان وہ ایک واسطہ ہیں بہت سے لوگ ان پر اور انکی خبروں پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور انکی تعلیم اور نصیحتوں پر یقین کرتے ہیں۔ اور ان قاصدوں کی بھی بوجہ انکی اس پاکی اور نیکی کے عزت ہوتی ہے۔ جنکی مدد سے وہ اس قابل بنے کہ خدائے تعالیٰ نے انکو اپنا کلام لوگوں تک پہنچانے کے لیئے منتخب کیا۔

لیکن لوگوں کی ایک دوسری جماعت ایسی ہے جو انسانی نسل کے لیئے اس تعلیم کے نفع کو

قبول کرتے ہوئے اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ ان پیغمبروں نے خدا کی طرف سے کوئی خبر پائی ہے۔ اُنکا خیال ہے۔ کہ جو کچھ کہ انہوں نے بیان کیا کہ خدا کی طرف سے ہے۔ وہ اصل میں اُنہی کے انسانی دلوں سے نکلا ہوا ہے۔ وہ انکے اخلاص اور سچائی میں کوئی شک وشبہ نہیں کرتے لیکن اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان بڑے انسانی معلموں نے اپنی دماغی حالت کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔ انہوں نے لوگوں کو جان کر دھوکا نہیں دیا لیکن وہ خود دھوکا کھا گئے۔ ایسا خیال کرنیوالے لوگ انبیاءؑ کی نسبت ایسی رائے کا اظہار کر کے اپنے آپ کو ایک بہت ہی بدنما حالت میں پیش کرتے ہیں۔ وہ انسانی فطرت کے ایسے پہلو کے متعلق رائے زنی کرتے ہیں جس کا تجربہ انکو خود حاصل نہیں۔ وہ دوسرے لفظوں میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے انسان کی دماغی حالت کو اس انسان کی نسبت زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔

یہ عام غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ روحانی حواس کی بیداری یکایک ہوتی ہے۔ اور ایک شخص گویا کہ ایک صبح جاگتا اور اپنے آپکو نبی پاتا ہے۔ اس لیئے غلط خیال کا دخل ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ خیال سراسر غلط ہے۔ نبوت ایک دن میں حاصل نہیں ہوتی۔ جسطرح ہمارے جسمانی حواس ترقی کرتے ہیں اسطرح ہمارے روحانی حواس باقاعدہ طور پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہیں۔ اور یہ تدریجی ترقی اس خیال کو ردّ کردیتی ہے کہ انبیائے علیہم السلام کو اپنے الہام کے متعلق دھوکہ لگا کیونکہ تدریجی ترقی ہم کو اس بات کا موقعہ دیتی ہے کہ ہم روحانی حواس کی کارروائی پر تنقید کر سکیں اور اُسکے اثرات کی تصدیق اور جانچ پڑتال کر سکیں۔ جیسا کہ دوسرے حواس کی اثرات کی جانچ پڑتال اور تصدیق کیجاسکتی ہے۔ جو بات ہمارے جسمانی حواس کے متعلق درست ہے۔ وہی روحانی حواس کے متعلق بھی درست ہے۔ ہم اپنے جسمانی حواس کی کارروائی پر فوراً یا فرداً فرداً اعتبار نہیں کرتے۔ انکی ترقی رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ ایک انسانی بچہ ہمیشہ ایک حسّ کی کارروائی کو جانچتا ہے۔ اور اسکی تصدیق کرتا ہے۔ قبل اسکے کہ وہ اُس خاص حسّ پر اعتبار کرے۔ انسانی فطرت یکایک کام کرنے کے مخالف ہے۔ کیونکہ یکایک ایک کام کے ہونے میں غلط خیال کا دخل ہو سکتا ہے۔ اسکے ساتھ شک اور صدمہ ہوتا ہے حالانکہ تدریجی ترقی یقین کے درجہ تک پہنچاتی ہے۔

مثال کے طور پر ایک ایسے بچہ کو دیکھو جو ابھی حال میں پیدا ہوا ہو وہ خود آگاہی نہیں رکھتا اور اگر اسکی تمام جسمانی اور دماغی طاقتیں یک لخت بیدار ہو جائیں اور فوراً پوری طاقت حاصل کر لیں تو یہ بچہ شائد پاگل ہو جائے۔ اسکے تمام جسمانی حواس اور دماغی طاقتیں آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہیں اور آہستہ ترقی کرنیکے طریق میں وہ ایک حِس کے ذریعہ حاصل کیئے ہوئے مشاہدات کو دوسرے حواس کی مدد سے قبول کرتا ہے۔ فرض کرو کہ ایک گلاب کا پھول ایک بچہ کے سامنے رکھا جائے۔ اسکی بصارت اسکو بتائیگی کہ اُسکے سامنے کوئی خوشنما چیز رکھی ہوئی ہے لیکن چونکہ ابتک اس نے اپنی بصارت کے اثرات پر اعتبار کرنا نہیں سیکھا ہے۔ وہ اسکو تعجب اور تجسس کی نگاہ سے دیکھیگا اور اسکو پوری طرح نہیں قبول کریگا۔ لیکن وہ بصارت کے مشاہدہ کی تصدیق کرنیکی کوشش کریگا اور اسکو چھوئیگا اسکو سونگھیگا اور اسکو چکھنے کی کوشش کریگا اور اس کوشش میں اس پھول کو شاید خراب کر دیگا۔ لیکن اسکی یہ ساری تکلیف آخرش جو کچھ کہ اسکی آنکھوں نے بتایا ہے اسکی تصدیق کریگی۔ دوسری مرتبہ جب وہ ایک گلاب کے پھول کو دیکھے گا تو وہ اس کے متعلق ویسا تجسس نہیں ظاہر کرے گا۔ کیونکہ اس نے اب آنکھ کی بصارت پر اعتبار کرنا سیکھ لیا ہے اور گلاب کی چند خاصیتوں کو قبول کر لیا ہے۔

اسطرح بار بار کوشش اور مشاہدہ کرنے سے وہ اپنے مختلف جسمانی حواس کی کارروائی پر ایک ایک دفعہ یقین کرنے لگتا ہے۔ اور پھر اسکو ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ ہر مرتبہ اسکو جانچے اب وہ ایک گلاب کے پھول کو دیکھ سکتا ہے۔ اسکو چھو اور سونگھ سکتا ہے مگر تجسس کی نظر سے نہیں بلکہ اسکی لطافت اسکی نزاکت اور اسکی خوشبو سے لطف اُٹھانیکے لیئے ایسا کرتا ہے جبکہ ہمارے حواس میں سے صرف ایک حِس کام کرتی ہو تو ہمیشہ غلط خیال کا امکان ہے۔ اس لیئے جانچ اور تصدیق کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن جبکہ یہ بار بار ثابت ہو جاتا ہے کہ جو کچھ کہ ہماری ایک خاص حس بتاتی ہے وہ اصل حقیقت ہے اور نہ کوئی غلط خیال۔ تو ہم اس پر اعتبار کرنے لگتے ہیں۔ اسی وجہ سے جب ایک شخص جلتی ہوئی آگ کو دیکھتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ کو اس لیئے اسکے اندر نہیں ڈالیگا کہ وہ ثابت کرے کہ جو کچھ اسکی آنکھیں بتاتی ہیں درست ہے یا صرف ایک دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ کیونکہ اس نے تجربہ سے معلوم کر لیا ہے کہ جو کچھ اسکی آنکھیں بتاتی ہیں وہ

درست ہے۔ اسلیئے ہر مرتبہ اپنی آنکھ کی بتائی ہوئی خبر کا تجربہ نہیں کریگا۔ بلکہ اُس جلتی ہوئی آگ کو آگ ہی تسلیم کریگا اور وہ حالات کے مطابق جو اسکے لیئے آگ کی موجودگی میں بہتر ہوگا وہی کریگا۔

جس طرح ہم نے اپنی قوت باصرہ پر اعتبار کر لیا ہے اسی طرح ایک نبی اپنے روحانی حواس پر اعتبار کرتا ہے۔ ابتدا میں وہ اپنی روحانی حواس میں یا وحی یا انکی طاقت میں شک کرتا ہے جس طرح کے دوسرے لوگ کرتے ہیں اور وہ اپنے روحانی تجربوں کو اپنے دوسرے حواس اور طاقتوں کی مدد سے خواہ وہ جسمانی ہوں یا دماغی تصدیق کرتا اور جانچتا ہے۔ لیکن بعد اسکے کہ اس نے بہت سی جانچ کے بعد اپنی تشفی کر لی ہے کہ اسکے روحانی حواس کی کارروائی درست ہے وہ بغیر کسی اور جانچ کے اس پر یقین لے آتا ہے۔ شک تو پہلے ہی اسکے دماغ سے دُور ہو چکا ہے۔ اب وہ اپنے روحانی حواس پر اعتبار کر لیتا ہے جس طرح کہ عام طور پر ایک انسان اپنی بینائی اور سننے اور چھونے کی طاقت پر یقین کرتا ہے۔

ان حالات کو سمجھنے کے لیئے جن کے ماتحت یہ روحانی معلم اس چیز کو جسکو وہ الہام الٰہی کہتے ہیں پاتے ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم انکی زندگی کے حالات کو باریک طور پر اور اچھی طرح مطالعہ کریں۔ لیکن انمیں سے بہتوں کی زندگیاں اسوقت تاریکی میں چھپی ہوئی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ۔ بدھ اور کرشن کی زندگی کے حالات نہ تو اعتبار کے قابل ہیں اور نہ وہ باریک در باریک تفصیلات اپنے اندر رکھتے ہیں جنکے ذریعہ سے انکی دماغی کارروائی پر ہم بصیرت حاصل کر سکیں۔ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق انکے بپتسمہ پانے سے پہلے کے واقعات کی نسبت کچھ علم نہیں۔ بپتسمہ کی رسم کے ادا ہونے کے بعد ہمیں بتایا جاتا ہے کہ آسمان کے دروازے اُنپر کھولے گئے اور ایک آواز نے کہا کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے ہم بہت خوش ہیں۔ یہ الفاظ بالکل ایک ڈراما کی طرح ہیں۔ اور ہم لکھنے والے کے ساتھ اس امر میں متفق نہیں ہو سکتے کہ یہ سب کچھ یکایک وقوع میں آ گیا۔ یہ الفاظ حضرت عیسیٰؑ کے واقعہ صلیب کے بہت دن بعد لکھے گئے اور ایک بڑے لمبے اور آہستہ طریق کے متعلق ہیں جسمیں شاید سالہا سال لگے ہونگے۔ قبل اسکے کہ انہوں نے روحانی کمال حاصل کیا۔ وقائع نگار جو ممکن ہے حضرت عیسیٰؑ کے حالات کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکا انتہا کا بیان کرتا ہے اور اصل طریق کو بغیر بیان کیئے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔ اس قصہ کو

تسلیم کرنے کے لیئے ہم کسی طرح تیار نہیں۔ گذشتہ زمانہ میں سوائے محمدؐ صلعم کے بہت سے دوسرے نبیوں کا یہی حال ہے۔ مگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی باریک در باریک تفصیلات سے بھی آگاہ ہیں جیسا کہ آپکے بے تکلف دوستوں نے اور آپکی بی بی خدیجہ نے جو کہ آپ سے عمر میں بڑی تھیں ہمیں آگاہ کیا اور جو کہ معتبر ذرائع سے ہم تک پہنچی ہیں۔ ترقی کی وہ تمام صورتیں جنہیں سے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی روحانی زندگی بسر کی سچائی کے ساتھ قرآن اور حدیث میں مدرج ہیں۔ اور آپ کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے لیئے ایک یقینی ذریعہ ہمارے پاس موجود ہے۔

حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور موجودہ زمانے کے نبی احمدؐ قادیانی کی زندگی کا اچھی طرح مطالعہ کر کے اور کچھ اپنے تجربے کی مدد سے میں اس بات کا قائل ہو گیا ہوں کہ روحانی ترقی دوسری انسانی طاقتوں کی مانند آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ روحانی ملک میں بھی ایک شخص انسان ہی رہتا ہے۔

اب میں اس بات کی تشریح کرنیکی کوشش کروں گا کہ یہ تدریجی ترقی کس طرح ہوتی ہے۔ وحی کی ابتداء خواب سے شروع ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریم صلعم کے متعلق بیان کیا جاتا ہے آپکی بی بی کہتی ہیں کہ آپ پہلے سچی خوابیں دیکھتے تھے اور جسطرح یقینی طور پر رات کے بعد دن ہوتا ہے اسی طرح انکا پورا ہونا یقینی امر ہوتا تھا۔ یہ بالکل صاف بات ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہیئے کیونکہ روحانی حس کے اپنی ابتدائی منزل میں کام کرنے کے قابل ہونیکے لیئے یہ ضروری ہے کہ دوسرے حواس آرام کریں۔ یہ تو عام تجربہ کی بات ہے کہ تمام حواس ایک وقت پر اچھی طرح کام نہیں کر سکتے۔ جب ایک شخص جو کہ بڑی روحانی طاقتیں رکھتا ہے رؤیا دیکھتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ پہلے اسکی طرف توجہ نہ کرے۔ لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ اسکی اکثر خوابیں پوری ہو جاتی ہیں تو وہ اسکے متعلق کچھ تجسس ظاہر کرنے لگتا ہے اور انکو یاد رکھنا شروع کرتا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ وہ پوری بھی ہوتی ہیں یا نہیں۔ وہ تعجب کے ساتھ معلوم کرتا ہے کہ وہ حیرت انگیز صحت کے ساتھ پوری ہوتی ہیں۔ جنمیں غلط خیال کا کوئی دخل ہو ہی نہیں سکتا۔ اسوقت تک روحانی حس زیادہ تیز اور طاقتور ہو جاتی ہے اور ہلکی نیند میں بھی خوابیں دکھائی دینے لگتی ہیں۔

تو پھر کچھ جاگنے اور کچھ سونے کی حالت میں اور آخرکار پوری بیداری میں بھی وہ روحانی نظاروں کا مشاہدہ کرنے لگ جاتا ہے - یہ تدریجی ترقی اس لیئے ہوتی ہے کہ نبی کو شک گھبراہٹ حیرت اور صدمہ سے بچا لیا جائے - ان خوابوں اور کشوف کی کثرت اور انکا پورا ہونا اسکو اس بات کا کہ اسکی روحانی حس صحیح طور پر کام کرتی ہے بلاشک قائل کر دیتا ہے کہ وہ اس بات کا دوسرے لوگوں کے درمیان اعلان کرتا ہے اور اسکو اس حد تک یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ برملا کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ زمین آسمان ٹل جائیں لیکن میری باتیں ٹل نہیں سکتیں - اور قرآن شریف فرماتا ہے کہ یہ وحی ایسی ہی یقینی ہے جیسی کہ تمھاری اپنی تقریر (انہ لحق مثل ما انکم تنطقون) بہت دن کے اسی قسم کے تجربے کے بعد جبکہ ایک شخص ایک آئندہ واقعہ کو خواب میں دیکھتا ہے یا کسی اور طریق سے اسکے روحانی حواس کے ذریعہ اسکو بتایا جاتا ہے تو وہ اس بات کے اعلان کرنے میں کہ یہ واقعہ ایسا ہی وقوع میں آئیگا جیسا کہ اسکو دکھایا گیا ہے کچھ تامل نہیں کرتا - پیشگوئی اور قیاس میں وہی فرق ہے جو یقین اور امید میں ہے - ہاں ایک آئندہ واقعہ تمثیلی طور پر دکھایا جا سکتا ہے لیکن ایک شخص کا بار بار کا تجربہ اسکے لیئے اس تمثیل کی شرح کر دیتا ہے -

یہ اکثر ہوتا ہے کہ شروع میں خوابیں اگرچہ صحیح نکلتی ہیں - لیکن وہ کوئی ضروری امور کے متعلق نہیں ہوتیں وہ ابتدا میں صرف ایک نبی کی تعلیم کے لیئے ہوتی ہیں - یہ ایک بڑے مقصد کو حاصل کرنیکے لیئے ایک قسم کی مشق ہے - ایک نشانہ پر گولی چلانا یا بہت سے فرضی جمع اور تفریق کے حساب کو نکالنا خود کوئی مفید کام نہیں لیکن اچھا نشانہ انداز یا محاسب بننے کے لیئے مشق کی ضرورت ہے - اسی طرح یہ ابتدائی خوابیں جو بذاتِ خود کوئی ضروری نہیں ہوتیں ایک شخص کو نبی بنانیکے لیئے ضروری ہوتی ہیں - اس حالت سے ترقی کرکے وحی صاف طور پر ہونے لگتی ہے - ایک لکھے ہوئے کاغذ کا ٹکڑا آنکھ کے سامنے نظر آسکتا ہے - ایک شخص ایسے الفاظ سن سکتا ہے گویا کہ وہ ایک پردہ کی دوسری جانب سے بولے جاتے ہیں - ہر ایک لفظ علیحدہ علیحدہ دل پر اسطرح ضرب لگا سکتا ہے جس طرح کہ ایک ہتھوڑا ایک گھڑیال پر ضرب لگاتا ہے - بعض دفعہ تمام بدن سے برقی اثر کا گذر ہوتا ہے اور تمام جسمانی طاقتیں ایک وقت کے لیئے بیکار ہو جاتی ہیں - اور وہ نبی چند ایسے الفاظ اپنی زبان سے نکالتا ہے جن کو وہ جانتا ہے کہ وہ اسکے نہیں - ابتدا میں وحی مختصر

ہوتی ہے لیکن جیسے جیسے زمانہ گذرتا جاتا ہے وہ لمبی ہوتی چلی جاتی ہیں اور کثرت کے ساتھ ہونے لگتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلعم پر ابتدا میں بہت مختصر آیتیں وحی کے ذریعہ نازل ہوتی تھیں۔ لیکن جیسے کہ زمانہ گذرتا گیا اور وحی پانے کے آپ عادی ہوتے گئے ویسے ہی وہ آیتیں لمبی اور کثرت کے ساتھ نازل ہونے لگیں۔

وحی خدا کیطرف سے ہوتی ہے

یہ اعتراض پیش کیا جاسکتا ہے کہ اگرچہ وہ خبریں جو خواب کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے جو اوپر بیان کیے گئے ہیں پہنچتی ہیں بالکل صحیح بھی نکلتی ہوں تاہم یہ ممکن ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نہ ہوں یا ان ہستیوں کی طرف سے نہ ہوں جو خدا اور انسانوں کے درمیان واسطہ ہیں مگر اس سوال کا جواب خود اس سوال کے اندر موجود ہے۔ اگر وحی سچی ثابت ہو جائے اور وہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں تو یہ سچ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے جب وہ آئندہ واقعات کے متعلق پیشگوئی کرتی ہے اور ہم اسپر یقین کرتے ہیں تو ہم کو اسوقت بھی اسپر اعتبار کرنا چاہیئے جبکہ وہ اپنے چشمہ کے متعلق ہمیں خبر دے۔ فرض کرو کہ میں اپنے سامنے دو شخص دیکھتا ہوں ایک عورت اور ایک مرد۔ اگر میری آنکھ ایک حالتمیں صحیح دیکھتی ہے تو میں یقین کرنے پر مجبور ہوں کہ میری آنکھ دوسری حالتمیں بھی صحیح ہی دیکھتی ہے۔ ایسا خیال کرنا میرے لیئے ناممکن ہے کہ جب میری آنکھ ایک مرد کو دیکھتی ہے تو سچ مچ وہ صحیح دیکھتی ہے اور جب وہ بتاتی ہے کہ وہاں ایک عورت بھی ہے تو غلطی کرتی ہے۔ اسی طرح سے جب ایک نبی ایک آئندہ واقعہ کے متعلق پیشگوئی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے مجھ سے کلام کیا ہے تو اسپر دونوں باتوں کے لحاظ سے ہم کو یقین کرنا پڑیگا یا اسکی دونوں باتوں میں شک کرنا پڑیگا۔ ہم اسکی پیشگوئی کو خدا کے الفاظ اس لیئے نہیں سمجھتے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں۔ بلکہ اسلیئے کہ پیشگوئی خود خدائی چشمہ سے ہونیکا دعویٰ کرتی ہے چنانچہ ہم اکثر آسمانی کتب میں دیکھتے ہیں کہ جب نبی کسی واقعہ کے متعلق پیشگوئی کرتا ہے تو بسا اوقات وہ اس کے بیان کرنیکے وقت یہ بھی کہتا ہے کہ خدا نے مجھ سے یوں کہا۔ خاصکر یہ قرآن میں بار بار درج ہے کہ الرحمٰن خدا نے قرآن سکھلایا ہے۔ پھر قرآن کی ہر ایک سورۃ ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے

جو الرحمٰن اور الرحیم ہے۔ بعض دفعہ ایسی وحی جو ایسی پیشگوئی کے متعلق ہوتی ہے جو بہت جلد پوری ہونیوالی ہوتی ہے اپنے اندر ایک بڑی سچائی رکھتی ہے جو کہ خود پیشگوئی سے زیادہ وقعت رکھتی ہے۔ وحی کی غرض اس سچائی کو قائم کرنا ہوتا ہے نہ کہ پیشگوئی کو۔ پیشگوئی اور صداقت اس لیئے اکٹھی نازل کیجاتی ہیں کہ پیشگوئی کے پورا ہو جانے سے صداقت خود بخود قائم ہو جائیگی مثلاً ہم قرآن مجید میں پڑھتے ہیں کہ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین - للہ الامر من قبل ومن بعد - یعنی رومی نزدیک کے ملک میں ہار گئے ہیں مگر وہ مغلوب ہونیکے بعد اپنے دشمنوں کو چند سال میں مغلوب کرلیں گے۔ ابتدا اور انجام خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اس پیشگوئی کا پورا ہونا جو مندرجہ بالا آیتوں میں کیگئی ثابت کرتا ہے کہ ابتدا اور انجام خدا ہی کے ہاتھ میں ہے اصل غرض ان آیتوں کی رومی اور ایرانی سلطنتوں کی مختلف قسمت کا قبل از وقت بتانا نہیں بلکہ یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ ایک خدا ہے جو قادر مطلق ہے اور جو آیندہ کے واقعات اپنے رسولوں کو بتاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

وحی کا فائدہ اور اسکی ضرورت

وحی اخلاقی حواس کو طاقت بخشتی ہے اور انکو مصفی کرتی ہے۔ یہ انسان اور اسکے خالق کے درمیان بلا کسی واسطہ کے تعلق قائم کرتی ہے اور خدا پر انسان کے ایمان کو شک و شبہ سے پاک کر کے اس سے گناہ کا سرزد ہونا ایک امر ناممکن کر دیتی ہے انسان کے دماغ میں خدا کی یاد اسکی گنہگاری کا خاتمہ کر دیتی ہے اور اسکو نیکی کرنے کی طاقت بخشتی ہے۔ اسلیئے کہ کون ایسے کام کے کرنیکا خیال کریگا جو اسکو اپنے خالق سے دور کر دے اور وہ اپنے زندہ اور پاک خدا پر یقین بھی رکھنے والا ہو اور جانتا بھی ہو کہ قرب الٰہی حاصل کرنیکے لیئے ایک شخص کا صاف اور گناہ سے پاک ہونا ضروری ہے؟ گناہ کا سرزد ہونا تو صرف خدا پر یقین میں کمی ہونیکی وجہ سے ممکن ہے اور یہ کمی خدا کے زندہ اور طاقتور کلام ہی کے ذریعہ سے دور ہو سکتی ہے۔

تازہ الہام پانیکا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو خود ملہم ہے وہ اس زمانے کے یا کسی دوسرے زمانہ کے لوگوں کے الہام کو اپنی تجربہ کی بنا پر خوب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اور انکی تشریح کر سکتا ہے ہم قرآن شریف میں پڑھتے

ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام نے اپنی خواب کو اپنے باپ کے سامنے بیان کیا تو اسکے باپ نے جواب دیا کہ اس طرح سے تیرا رب تجھے برگزیدہ کریگا اور تجھے خوابوں کی اور کلام الٰہی کی تعبیر سکھائیگا۔ چونکہ یوسف علیہ السلام نے خود خوابیں دیکھی تھیں اور انپر الہام ہوتے تھے اسلیئے وہ اپنے ساتھی قیدیوں کی خوابوں کی سچی تعبیر کر سکے اور بعد میں چلکر خود فرعون کی خوابوں کی تعبیر بتائی حالانکہ فرعون کے درباری لوگوں نے اس سے کہا تھا کہ یہ صرف پریشان خواب ہیں اور یہ کہ ہم پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں کر سکتے ؃

رپورٹ صیغہ اشاعت اسلام و ہائی سکول بابت ماہ مئی ۱۹۱۵ء

اس ماہ مین منشی سربلند خاں صاحب محرر نہر نے ایک انگریزی ریویو کا خریدار دیا اور میاں مہرالدین و کرم دین صاحبان لالہ موسیٰ نے سات روپے مدِ اعانت میں عطا فرمائے جزاھم اللہ خیرا۔ خریداران ریویو کے بہم پہنچانیکی طرف سکرٹری صاحبان توجہ فرماویں۔ علاوہ خریداری کے ولایت دوسو بائیس (۲۲۲) پرچے مفت برائے اشاعت اسلام بھیجے جارہے ہیں انہیں احباب کو انجمن کی امداد کرنی چاہیئے۔ اس طرح پر رسالہ غیر ممالک کے مختلف حصوں میں اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے۔

ہائی سکول میں اسوقت ۷۰۲ طلباء اور ۱۳۹ بورڈر ہیں۔ اس دفعہ محض خدا کے فضل سے انٹرنیس کا نتیجہ بہت اعلیٰ نکلا ہے آجتک ایسا نتیجہ سکول کا نہیں نکلا تھا۔ یعنی ۲۵ امیدواران سے ۲۱ کامیاب ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ سکول متواتر پانچ سال تک ڈسٹرکٹ ٹورنیمنٹ میں فٹ بال میں اول رہا اس لیئے جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بطور انعام ایک چاندی کا کپ عطا فرمایا جو اب اس سکول کی ملکیت رہیگا۔ اسکے ساتھ صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گورداسپور کی ایک چٹھی موصول ہوئی ہے۔ جسکی نقل درج ذیل ہے۔

جناب من۔ چونکہ آپ کا سکول متواتر پانچ سال سے ڈسٹرکٹ ٹورنیمنٹ پر فٹ بال میں اول رہا ہے۔ اسلیئے جناب والاشان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ایک سلور کپ مع سٹینڈ بطور انعام سکول کو عطا فرماتے ہیں۔ جو بذریعہ رجسٹرڈ پارسل آپ کیخدمت میں آج بھیجا گیا ہے۔ دستخط ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب گورداسپور ۲۲ مئی ۱۵ء

ہال کی تکمیل کیلیئے جو مزید پانچ ہزار روپیہ گورنمنٹ نے عطا فرمانیکا وعدہ فرمایا تھا وہ خدا کے فضل سے وصول ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محسن گورنمنٹ کو ہمارے سر پر سلامت رکھے آمین **بشیر علی** افسر صیغہ اشاعت اسلام،

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ فروری ۱۹۱۵ء صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان

تعلیم

آمد: چندہ	عطیہ فنڈ	مساکین	تعلیم مدرسہ	فیس بورڈنگ	صنعتی	ارضیات	متفرق	میزان	تقاوی بابت	میزان کل آمد	خرچ: سامان	سا	...	فیض	ترت	...	وظائف	صنعتی	ارضیات	اخراجات تعمیر	اخراجات	انتظامی اخراجات	میزان خرچ	باقی	امانت بیرونی
۱/۸ پائی	/۲	/۱۵	/۱۵	/۴	/۰۳	۱۵/۴ پائی	/۰۸	۱/۱۱ پائی	/۱۵	۱/۲ پائی	[illegible]	/۰۱۳	/۶ پائی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	/۱۱	/۷	[illegible]	۱۰/۸ پائی	[illegible]	۵/۴ پائی	/۳ پائی	۶/۱۱ پائی	۱۲/۹ پائی

مدرسہ احمدیہ

آمد: چندہ	فیس بورڈنگ	وظائف	آمد ساکنین	آمد بیجز	متفرق	میزان آمد	خرچ: تنخواہ	فیل	علماء	سامان	تعلیم	وظائف	کتب	میزان خرچ	فاضل
/۰۸	/۸	[illegible]	/۰۱	[illegible]	/۶	/۴	/۰۱	/۰۱۳	/۹	/۰۱۱	/۹	[illegible]	/۷	/۵	/۰۲

مساکین

آمد: ...	متفرق	میزان آمد	تقاوی بابت	میزان	امام	متفرقات	...	خرچ: ...	میزان خرچ	باقی
/۱۳	[illegible]	/۱۲	۷/۱ پائی	۴/۲ پائی	/۱۵	/۰۱	/۱۱	/۱	/۱۳	۶/۱ پائی

اشاعت اسلام

آمد: امانت	انگریزی	اردو	کتب	متفرق	عیسائیات	اشتہارات	میزان آمد	تقاوی بابت	میزان کل	عملہ	مفت اشاعت	انگریزی	اردو	کتب	تفسیر القرآن	لائبریری	...	متفرق	انجمن	انتظامی	اخراجات تعمیر	متفرق اخراجات	میزان خرچ	باقی	مستقل فنڈ
/۹	[illegible]	/۰۳	/۰۶	/۱۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۷/۲ پائی	۸/۱ پائی	/۰۳	/۸	[illegible]	/۱۳	/۱۳	/۲	۱/۶ پائی	/۰۳	/۷	/۱۰	[illegible]	[illegible]	/۱۱	/۹	۱۵/۱۱ پائی	/۰۲

بیت المال

آمد: ...	...	متفرق	میزان آمد	فنڈ	فاضل	خرچ: عملہ	...	...	وظائف	...	...	میزان خرچ	فاضل
/۵	/۱۲	/۱۴	/۱۵	/۱۱	/۱۲	[illegible]	/۰۸	/۱۳	/۱	/۰۶	[illegible]	/۰۱۳	/۰۹

تعمیر

آمد: چندہ	...	متفرق	...	ساکنین	میزان	خرچ: ...	...	عملہ	...	...	میزان خرچ	فاضل
/۱۱	/۰۱۰	۱۰/۴ پائی	/۱	/۱	/۰۳	۱۴/۴ پائی	/۲	[illegible]	/۵	/۱۱	/۱	/۳

امانت اندرونی — آمد — بقایا سابقہ — میزان

مقبرہ بہشتی — آمد — خرچ

متفرقات — آمد — خرچ

بورڈران ہائی — آمد — خرچ

زکوٰۃ — آمد — خرچ

یتامیٰ — آمد — خرچ

بورڈران احمدیہ — آمد — خرچ

بقایا صیغہ جات یکم مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

تعلیم	۱۱	۰	۹۹۹۳
اشاعت	۱۱	۱۵	۱۱۶۵
مقبرہ	۱	۱۱	۷۹۵۴
مساکین	۱۱	۶	۹۷۱
زکوٰۃ	۰	۹	۳۴۹۵
بورڈران ہائی	۳	۶	۱۰۲۹
" احمدیہ	۰	۷	۱۳۲
امانت اندرونی	۹	۹	۴۹۸۲
" بیرونی	۹	۱۲	۷۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۱	۲	۳۳۷۱۱
منہائی فاضل	۰	۵	۲۱۲۶۲
باقی	۱	۱۳	۱۲۴۴۸
منہائی پیشگی	۹	۱	۱۲۳۹۷
باقی نزد امین	۴	۱۱	۵۱

فاضل صیغہ جات

مدرسہ احمدیہ	۹	۲	۳۱۵۹
بیت المال	۶	۹	۱۰۹۰۸
تعمیر	۰	۳	۲۰۰۱
یتامیٰ	۲	۳	۱۱۵۹
متفرقات	۷	۲	۴۰۳۴
میزان	۰	۵	۲۱۲۶۲

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۰	۱۴	۱۶۳۰
بیت المال	۳	۹	۳۸۸۱
مقبرہ	۰	۰	۴۲۶
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
متفرقات	۰	۰	۵۴۵
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
تعمیر	۶	۱۰	۵۹۷۳
میزان	۹	۱	۱۲۳۹۷

محمد اشرف — ناظر

خلیفہ رشید الدین — محاسب

گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان

تعلیم — آمد: چندہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	صنعتی	[illegible]	متفرق	میزان	تعلیم — خرچ: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	وظائف	صنعتی	میزان خرچ	باقی	امانت اندرونی: تعداد باقیہ	خرچ	باقی	امانت بیرونی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مدرسہ احمدیہ — آمد: چندہ	وظائف	میزان	مدرسہ احمدیہ — خرچ: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان خرچ	فاضل	بیت المال — آمد: [illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	بیت المال — خرچ: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اشاعت اسلام — آمد: اعانت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان	اشاعت اسلام — خرچ: تعداد باقیہ	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرق	[illegible]	میزان خرچ	باقی	مقبرہ بہشتی — آمد: [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	متفرق	میزان	مقبرہ بہشتی — خرچ: تعداد باقیہ	میزان خرچ	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تعمیر — آمد: چندہ تعمیر	[illegible]	متفرق	میزان	[illegible]	تعمیر — خرچ: خرچ	فاضل	مساکین — آمد: چندہ	[illegible]	میزان	مساکین — خرچ: تعداد باقیہ	میزان	خرچ	باقی	یتامیٰ — آمد: [illegible]	[illegible]	میزان	یتامیٰ — خرچ: خرچ	فاضل	مستقل فنڈ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]

زکوٰۃ آمد	بقایا سابقہ	کل میزان	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

متفرقات آمد	متفرق	میزان	[illegible]	فاضل	خرچ: دفتر محاسب	دفتر ناظر	دفتر سکرٹری	اخراجات اتفاقیہ	میزان خرچ	فاضل
[illegible]	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران ہائی آمد	شوق	میزان	بقایا	میزان کل	خرچ: باورچی خانہ	متفرق اخراجات	میزان خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بورڈران احمدیہ آمد	بقایا سابقہ	میزان کل	خرچ	باقی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰	[illegible]

بقایا صیغہ جات یکم اپریل سنہ ۱۹۱۵ء

تعلیم	۸	۹	۱۰۸۹۰
اشاعت	۵	۱۱	۱۹۹۹
مقبرہ	۱	۱۲	۸۴۲۶
مساکین	۵	۴	۱۱۳۶
زکوٰۃ	۹	۷	۳۰۸۲
بورڈران ہائی	۳	۱	۲۱۳۰
بورڈران احمدیہ	۰	۷	۲۲۱
امانت اندرونی	۹	۹	۳۴۸۲
امانت بیرونی	۹	۱۲	۷۱
مستقل فنڈ	۶	۲	۳۹۱۴
میزان	۷	۱۴	۳۵۶۵۵
منہائی فاضل	۰	۸	۲۲۷۵۱
باقی	۷	۶	۱۲۹۰۴
منہائی پیشگی	۹	۱	۱۲۸۹۰
نزد امین	۱۰	۴	۱۴

فاضل صیغہ جات یکم اپریل سنہ ۱۹۱۵ء

مدرسہ احمدیہ	۶	۸	۳۳۳۱
بیت المال	۳	۸	۱۲۱۴۸
تعمیر	۳	۶	۱۹۲۲
یتامیٰ	۲	۹	۱۱۲۸
متفرقات	۱۰	۷	۴۲۲۰
میزان	۰	۸	۲۲۷۵۱

تفصیل پیشگی صیغہ جات

تعلیم	۰	۱۴	۱۶۲۰
بیت المال	۳	۹	۲۸۷۸
مقبرہ	۰	۰	۴۲۲
اشاعت	۰	۰	۳۵۰
متفرقات	۰	۰	۵۴۵
مدرسہ احمدیہ	۰	۰	۶۰۰
تعمیر	۶	۱۰	۶۴۷۳
میزان	۹	۱	۱۲۸۹۰

محمد اشرف — ناظر

خلیفہ رشید الدین — محاسب

اُردو قاعدہ

قاعدہ یسرنا القرآن حصہ سوئم جو اردو پڑھنا سیکھنے کے لیئے قاعدہ مذکور کی طرز پر ہے۔ بعد ترمیم چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ جیسے یہ قاعدہ عربی پڑھنے کے لیئے مفید ہے ویسے ہی یہ حصہ اُردو کے لیئے بھی مفید ہے۔ ایسا ہی قاعدہ یسرنا القرآن مکمل اور حصہ اوّل۔ اور اس قاعدہ کی طرز تحریر اور رسم خط کے تین پارہ موجود ہیں۔ جنہیں بچے نہایت آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ قیمت مکمل قاعدہ ۲ر۔ حصہ اوّل ۰ر حصہ سوئم ۱ر اور فی پارہ ۱ر ہے۔ کتاب مرقات الیقین فی حیات نور الدین رض کی قیمت عہ ہے۔ اور یہ ساری کتابیں دفتر میگزین سے مل سکتی ہیں؛

مینیجر ریویو قادیان

دُرِّ بے بہا:۔ یہ اعجازی گولیاں ایک عارف باللہ حاذق طبیب کے ایک نسخہ کے مطابق تیار کی گئی ہیں معمولی نہیں اسم بامسمّٰی ہیں۔ کشتہ جات کی آمیزش سے پاک۔ فاسفورس ڈمیانہ۔ نکس وامیکا سے سبقت لے گئی ہیں۔ مبہی۔ مفرح۔ مصفیٔ خون۔ دافع جریان نوجوانوں۔ اور سن رسیدہ۔ ہر دو کے لیئے مفید ہیں۔ عورتوں کے لیئے مدر حیض مصفیٔ رنگ اور دافع ہسٹیریا ہیں۔ دو روز میں اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ پورا نسخہ ۱۲ گولیاں قیمتی سے مفصلہ ذیل پتہ پر مل سکتی ہیں۔ سید محمد عبد اللہ و عبد الرحمن قادیان ضلع گورداسپور

ڈاکٹر کی ہدایت

ہر ایک قسم کے بخار کیلیئے باٹلی والا کا بخار کا عرق اور گولیاں استعمال کرنی چاہیئے۔ قیمت عہ باٹلی والا کی مقوّی گولیاں۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ دق کے ابتدائی عوارض اور بدہضمی کے لیئے بہت مفید ہیں قیمت عہ۸ ر باٹلی والا کا دانتوں کا منجن نہایت مفید قیمت ۸ر باٹلی والا کی مرہم داد پھوڑے پھنسیوں کو ایک دن میں آرام ہو جاتا ہے قیمت ۸ر یہ تمام بڑی بڑی دوا فروشوں سے یا براہ راست ڈاکٹر۔ ایچ۔ ایل باٹلی۔ جے بی دادر لی بوٹیری۔ دادری بمبئی سے مل سکتی ہیں۔

Reg. No. L 303

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کا بنایا ہوا ۲۴ء

امراض مستورات کی دوا + امراض مستورات کی دوا

عورتوں کی بیماری میں نہایت مفید مارلین ملک کی مشہور دوائیں دائی برنم اور ویدک کی قدیم زمانہ کی مشہور دوائیں۔ اسوک وغیرہ کئی ایک دوائیوں کو ملا کر یہ دوا تیار کی گئی ہے۔ اور اس کی آزمائش بھی واقعی طور سے ہوتی آتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

یہ ہر اقسام کے امراض مستورات کی دوا ہے۔ کمزور رحم (بچہ دان) کو طاقت دیتی ہے اور صاف رکھتی ہے اسلئے رحم کی کل بیماریوں میں فائدہ کرتی ہے۔ اس حیض کی خرابی یعنی کم یا زیادہ دنوں میں حیض ہونا۔ اور پر تھوڑ زیادہ ہونا۔ کمر۔ پیڑو۔ جانگھوں اور سر میں درد ہونا۔ جی متلانا وغیرہ دور ہوتا ہے۔ پردر جس میں سفید و سرخ پانی کی طرح مواد نکلتا ہے۔ خون رقیق یا جما ہوا زیادہ یا کم جانا درد وغیرہ کی تکلیف اس دوا سے رفع ہوتی ہے۔ رحم کی کمزوری کی وجہ سے حمل بے وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ نطفہ قرار پا کے تیسرے چوتھے مہینے میں ضائع ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں اس دوا کا کچھ چند دنوں تک استعمال کرنے سے رحم میں طاقت پہنچتی ہے۔ اور حمل قرار پاتا ہے۔ اس دوا کے استعمال سے رحم کی خرابی دور ہو کر جسم قوی ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۶ خوراک عہ محصول ڈاک وغیرہ ۶؍ دو شیشی تک ۸؍

اس دوا پر اسسٹنٹ آف دی فیمیل ہوسپٹل رام پور کی رائے۔ آپ نے دو شیشی امراض مستورات کی روانہ کی اُس سے مجھکو فائدہ ہوا۔ براہ مہربانی تین شیشی اور روانہ فرمائیے۔

آئی اوڈائنڈز سالسہ

گرمی و گٹھیا کی وجہ سے جسم میں چکتا کا ہونا۔ زخم ہونا۔ درد۔ پھوڑا پھنسی اور رنگ سیاہ یا ناطاقتی کی وجہ سے خون خراب ہو گیا ہو انکے لیے یہ سالسہ نہایت ہی مفید ہے۔ کیونکہ اس میں پوٹاس آئی اوڈائڈ وغیرہ آزمودہ ادویات دیگر بناتے اسلئے کم مقدار میں زیادہ فائدہ کرنیوالا ہے۔ اور اسکے استعمال میں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے کھانے پینے میں کسی طرح کا روک ٹوک نہیں فہرست منگا کر ملاحظہ فرمائیے فی شیشی عہ ڈاک محصول ۶؍

فصلی بخار و طحال کی دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ دوا تیس برس سے سارے ہندوستان میں گھر گھر مشہور ہے اور بچہ سے ضعیف تک اسکے فائدہ سے آگاہ ہے۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔ اس کے چار پانچ ہی خوراک سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ طحال کو فوراً گلا دیتی ہے اور خون کو گاڑھا بنا کر قوی کو مضبوط کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں ۱۴؍ شیشی خوردہ ۸؍ محصول ۶ و ۵؍

پتہ۔ ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

مطبع میگزین قادیان میں منشی محمد نصیب پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپکر صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کیلئے شائع ہوا